لڑکیوں کی تعلیم وکفالت کا اجر

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَكُوْنُ لِأَحَدٍ ثَلَاثُ بَنَاتٍ ، أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ .))

(صحيح الأدب المفرد للألبانی : ۱۰۳/۱)

''جس کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو اسے جنت ملے گی۔''

کسب حلال حدیث کی روشنی میں

ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حلال روزی کمانے اور کھانے کے لیے تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عليه السلام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ .)) (صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، رقم: ٢٠٧٢)

''کسی نے اس سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کما کر کھایا ہو اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کھایا کرتے تھے۔''

اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بہترین کھانا یہ ہے کہ انسان خود محنت کر کے کمائے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور فرمان مصطفوی ﷺ بھی۔

عبادت کی مقبولیت کے لیے شرط:

اسلام میں عبادات اور معاملات کے ضمن میں کسب حلال کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لیے عبادات کی مقبولیت کے لیے کسب حلال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ: يَأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ .)) (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيها، رقم: ١٠١٥، ترمذی: ٢٩٨٩)

''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے انبیاء! پاکیزہ اشیاء سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً میں جانتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو۔'' (ایک اور مقام پر) فرمایا: ''اے ایمان والو! پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ اس کے بال پراگندہ ہیں۔ (جسم) غبار آلود ہے۔ وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے کہ) اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! لیکن اس کا کھانا بھی حرام کا ہے اور اس کا پینا بھی حرام کا ہے اور اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور اس کی غذا بھی حرام کی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔''

فہرست

جواھر پارے	لڑکیوں کی تعلیم وکفالت کا اجر		
کلمہ طیّبہ	کسب حلال حدیث کی روشنی میں		
اداریہ	شجرِ سایہ دار	(حافظ احمد شاکر)	2
درس قرآن	تفسیر سورۃ الفاطر.....(۲۰)	(مولانا ارشاد الحق اثری)	4
درس حدیث	توفیق الباری	(حافظ محمد اشرف سعید)	8
علوم ومعارف	باطل افکار ونظریات کے ردّ وابطال	(ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی)	11
عالم اسلام	ارضِ توحید	(محمد اقبال کیلانی)	16
متعلقات جہاد	تحریک شہیدین کو علامہ اقبال کا خراجِ تحسین	(مولانا محمد اشرف جاوید)	22
ردّ قادیانیت	مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں.....	(عطا محمد جنجوعہ)	25
شعر وادب	کیسے ہو مقبول بندوں کی دعا	(راسخ عرفانی)	

اداریہ

شجرِ سایہ دار

حافظ احمد شاکر

شعبان المعظم شروع ہو چکا ہے، جس میں مدارس عربیہ میں سال رواں کا تعلیمی سال اختتام پذیر ہوتا ہے۔ جو طلبائے کرام اپنے نصاب کی تکمیل کر لیتے ہیں انہیں سند فراغت عطا کی جاتی ہے اور فراغت عموماً صحیح بخاری شریف مکمل پڑھنے کے بعد ملتی ہے۔ اس موقع پر مدارس دینیہ میں عموماً ''اختتام بخاری شریف'' یا ''صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس'' کے عنوان سے طلباء کی دل جوئی وحوصلہ افزائی کے لیے تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ نیز منتظمین مدارس اپنے معاونین وبہی خواہوں کو زحمت شرکت دے کر اپنی سالانہ کارکردگی ان کے علم میں لانے اور آئندہ سال کے منصوبے گوش گزار کرنے کے لیے اجتماعات کرتے ہیں۔

ائمہ حدیث وکبار محدثین نے صحیح بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے لقب سے نوازا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں صحیح احادیث مبارکہ سے مختلف فیہ مسائل کا استنباط کرتے وقت اہل علم کو اہل الحدیث اور اہل الرائے میں تقسیم فرمایا ہے۔ جن خوش نصیب اصحاب کو صحیح بخاری پڑھنے پڑھانے اور اس سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، مستقبل میں وہ اپنی فقہی رائے یا رجحان کو مذکورہ بالا دو اصحاب علم گروہوں میں سے کسی ایک رائے سے متاثر ہوتے اور اس کو اپنا لیتے ہیں۔

اصحاب الحدیث یا اہل الحدیث تو ہمیشہ ہی سے صحیح بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں، اور اس مبارک کتاب میں مندرج احادیث کو صحیح ترین تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس کا اعلان اور حتی الامکان اس پر عمل بھی کرتے آئے ہیں۔ ایک وہ طبقہ جس کو اس کتاب میں اپنے فقہی مسلک کی مکمل تائید نہیں ملتی اور دوسرا وہ طبقہ جو اپنی کم علمی کے باعث مستشرقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر احادیث کی صحت میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے اس مبارک کتاب کی تخفیف میں کوشاں ہے۔ یہ دونوں طبقے اپنی نامشکور کوششوں میں ابھی تک ناکام ہیں کہ ردّ وقبول کا معاملہ تو حدیث متواتر ''انما الاعمال بالنیات'' کے مطابق نیتوں پر موقوف ہوتا ہے اور نیت کو صرف خالق جل شانہ ہی بہتر جانتا ہے اور اسی کے مطابق وہ اپنے بندے اور اس کے عمل کو مخلوق میں قبول عام بخشتا ہے۔ وہ اصحابِ علم جن کا امام صاحب رحمہ اللہ اصحاب الرائے کے نام سے ذکر کرتے ہیں، وہ بھی اس کتاب کی قبول عام سے مجبور ہو کر اختتام صحیح بخاری کے اجتماعات کرنے پر مجبور ہیں اور وہ کرتے ہیں اور ہمارے لیے یہ بڑی پرمسرت بات ہے کہ اس انداز سے اتحاد امت کے مواقع میسر آتے اور فقہی آراء میں تصادم کی بجائے تقارب کی فضا بنتی ہے۔ اور عامۃ المسلمین ان دونوں اصحاب کی مجالس میں جا کر مستفید ہوتے اور مختلف فیہ آراء سن کر اپنے عقل وفکر کی روشنی میں کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اجتماعات اصل میں امام بخاری رحمہ اللہ کی عظمت شان ہے کہ ہر طبقہ اپنی رائے کے استناد کے لیے حضرت امام رحمہ اللہ اور ان کی الجامع الصحیح کا ذکر ضروری جانتا ہے۔

دوسرا نابغہ رطبقہ وہ ہے جس نے اس کتاب مبارک بلکہ حدیث پاک کی تخفیف میں عمریں گنوادی ہیں اور وہ ابھی تک وہیں ہیں جہاں وہ چند صدیاں قبل تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن میں بعض تو حدیث کو عقل پر پرکھتے ہیں بعض قرآن کے معنی وتشریح میں لغت عرب کو بنیاد بنا کر قرآنِ کریم کی حدیثی تشریح کو مجروح کرتے ہیں، بعض قرآنِ مجید کے ظاہر سے مطابقت کے نام پر حدیث کو موضوع بحث بناتے ہیں، بعض اپنی جہالت کے باعث کتابت حدیث کے عمل کو صدیوں بعد ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اس الجامع الصحیح کے اس پایۂ صحت کو حجت تسلیم کرنا خلاف عقل گردانتے ہیں۔ تاہم علم حدیث اور خصوصاً اس کتاب مبارک پر تنقید کرنے والے صدیوں سے سورج پر تھوک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس کتاب پر اور اس کے مصنف پر فضل خاص ہے کہ مسلمانوں خصوصاً برصغیر میں کسی فقہی مسلک کی رائے اس وقت مستند ہی نہیں سمجھی جاتی جب تک اس کے حوالے میں صحیح بخاری کا نام نہ ہو۔

بات چلی تھی صحیح بخاری کی اختتامی تقریبات سے کہ اہل مدارس بہت طمطراق سے یا یوں کہیے کہ صحیح بخاری کی حسب شان ایسی تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں، جن میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پر اصحاب علم تقاریر ارشادات فرماتے ہیں جن میں عموماً امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت، اس عظیم الشان کتاب کے امتیاز اور دیگر کتب صحاح میں اس کی جلالت شان پر تقریباً یکساں قسم کے دروس ہوتے ہیں۔ حالاں کہ ہمارے خیال میں علمائے کرام اور مدرسین عظام حفظہم اللہ کو حضرت امام کی فضیلت استنباط اور فقاہت حدیث کے مثالیں بیان کر کے امام صاحب رحمہ اللہ کے اصل منصب یعنی سیّد فقہاء المحدثین کے مقام کو اجاگر کرنا چاہیے۔ تاہم دل چاہا کہ اپنی کوتاہ علمی کے باوجود اصحاب علم وطلبائے علم کی خدمت میں چند گزارشات پیش کی جائیں۔

- اساتذہ کرام کو چاہیے کہ طلبائے گرامی کو جملہ علوم سے فراغت یا تکمیل کی بجائے یہ احساس دلائیں کہ مروّجہ نصاب مکمل کرنے کے بعد آپ باب علم تک پہنچے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے لیے حصولِ علم کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اب آپ اپنی محنت، شوق اور لگن کے ساتھ اپنے حسب ذوق میدان عمل کا انتخاب کر کے اس میں جت جائیں۔ علم یعنی کتب اور اصحاب علم یعنی اساتذہ کے حد درجہ احترام کو اپنا شعار بنائیں۔ اور دیگر علماء سے بھی نیاز مندانہ رابطہ رکھیں کہ علم، ہدایت اور شفا جھکنے یعنی تواضع وانکسار سے حاصل ہوتے ہیں۔
- اہل مدارس کو چاہیے کہ وہ اپنے بہی خواہوں میں سے جماعت ہی نہیں بلکہ وقت کے جید محققین، بلند پایہ مصنّفین، مبلغین، تجربہ کار اصحابِ قلم اور ادبی ذوق کی حامل شخصیات کو اپنے جامعات ومدارس میں جملہ آداب واحترام کے ساتھ اس طرح دعوت دیں کہ ایک دو دن ان کی میزبانی کریں، وہ طلباء سے خطاب بھی کریں، طلباء کے سوالوں کے جوابات بھی دیں اور ان کی راہ نمائی یوں کریں کہ ہر طالب علم کے ذوق کو بھانپ کر طالب علم کے مستقبل کا راستہ متعین کریں اور طالب علم کے حسب ذوق مطالعہ کے لیے کتب کا تدریجاً انتخاب کریں۔
- اصحاب مدارس سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ قدیم علوم، منطق، فلسفہ، اصول، کلام، بلاغت، ادب (عربی) اور میراث نہ ہر طالب علم پر ان کی تعلیم واجب کریں اور نہ تمام طلباء کو اس سے محروم کریں۔ جو طلباء ان علوم کے فہم اور اخذ واستفادے کی صلاحیت رکھتے ہوں، ان کو ضرور پڑھائیں کہ ان علوم کے بغیر متقدمین کی تصنیفات سے استفادہ ممکن نہیں۔
- ایسے مدارس میں خارجی مطالعہ کے لیے لائبریریوں کا اہتمام اس انداز اور اس ترتیب سے ہو کہ مختلف درجات کی حاضری ان لائبریریوں میں لازم کی جائے، ان لائبریریوں میں وقت کے معروف روزنامے، علمی وادبی ہفت روزے، پندرہ روزہ، ماہنامہ جرائد ورسائل منگوائے جائیں جن کو طلباء پڑھ کر وقت کی ضرورتوں اور فتنوں سے مطلع رہیں۔ نیز اردو کی ادبی کتب، غالب سے لے کر فیض تک کی شاعری، مولانا عبدالحلیم شرر، مولانا ابوالکلام، مولانا شبلی، سیّد سلیمان ندوی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد اسماعیل علیہ السلام کے علمی وتحقیقی مقالات، ادبی مضامین، مرزا فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی جیسے طناز، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، سیّد مناظر احسن گیلانی جیسے صاحب اسلوب اور خواجہ حسن نظامی، رئیس احمد جعفری، شورش کاشمیری، محمد طفیل، ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری، اور مولانا محمد اسحاق بھٹی جیسے خاکہ نگاروں کی تخلیقات طلباء کو اہتمام سے مہیا کریں تاکہ ان کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو، طریقہ اظہار میں سلیقہ ہو اپنے خیالات وتاثرات تعبیر کرنے کا ان میں شعور بیدار ہو۔ یہ اہل مدارس کی ذمہ داری ہے۔ باقی رہا ان سے استفادے کی صلاحیت تو اس کو یوں جان لینا چاہیے کہ جس طرح مدارس دینیہ کے نصاب میں جملہ علوم وفنون پڑھنے سے ہر طالب علم حسب طلب وذوق ہی اپنی صلاحیت کے مطابق ان سے مستفید ہوتا ہے، ایسا ہی حال ان کتب سے استفادے کا ہے۔ اسی موقع کے لیے کسی شاعر نے کہا تھا کہ ع بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔

اس لیے دیگر علوم کی طرح عزیز طلباء کو اپنی قومی زبان اردو کی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ان ساری کوششوں کے بعد ہر طالب علم اپنے اپنے رجحان اور میلان کے مطابق میدان خود منتخب کرے گا۔

بلاشبہ دینی مدارس کے منتظمین ومعاونین قابل مبارک باد ہیں کہ وہ اس گئے گزرے دور میں بھی بے دینی وبے عملی کے لق ودق صحرا میں دین کے شجر سایہ دار لگائے اور سجائے بیٹھے ہیں، جو سورہ توبہ کی اس آیت کی عملی تفسیر پیش کر رہے ہیں جس میں مسلمانوں کے ایک گروہ کو دین کی سمجھ حاصل کرنے اور قوم کو آیات الٰہی سے ڈرانے کے فرض کفایہ کا ذکر ہے۔

درس قرآن

قسط نمبر ۲۰

تفسیر سورۃ الفاطر

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝﴾ (الفاطر: ١٤)

''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھے ایک پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کی مزید بے بسی اور بے چارگی کا اظہار ہے۔ چناں چہ فرمایا: ''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سنیں گے نہیں۔'' مصائب وآلام میں، یا اپنی دیگر ضروریات میں تم انہیں مدد کے لیے پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔ وہ معبود بت ہیں تو ظاہر ہے وہ سمع وبصر سے ہی محروم ہیں اور اگر وہ ملائکہ یا صالحین ہیں تو وہ ان کے قریب نہیں کہ سن سکیں۔ یا وہ حظیرۃ القدس میں اپنے مشاغل میں ہیں وہ تمہاری پکار کیسے سنیں۔ یا یہ کہ اللہ نے مشرکین کی اس پکار کو سننے سے ان کے کانوں کو محفوظ کر دیا ہے کہ ان تک یہ قبیح آواز ہی نہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہے کوئی بات سنا دے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کی پکار کو ان کے معبود نہیں سنتے تو اب یہ نزاع لفظی ہے کہ وہ کچھ سنتے ہیں یا نہیں سنتے۔ کچھ اور سنتے ہیں یا نہیں سنتے اس سے قطع نظر یہاں نفی مشرکین کی اپنی حاجات میں اپنے معبودوں کو پکارنے کی ہے کہ ان کی پکار وہ نہیں سنتے۔

﴿وَ لَوْ سَمِعُوْا﴾ بالفرض اگر وہ سن لیں، تو وہ تمہیں عملاً جواب نہیں دے سکتے۔ تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے۔ کیوں کہ وہ تو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ تمہیں کیا دیں گے۔ جو کسی اور کو پکارتا ہے تو یہ دراصل اس پر معبود ہونے کی تہمت ہے اور حقیقت کے برعکس ہے۔ جب وہ معبود ہی نہیں تو پکار کو قبول کیوں کر کر سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اس قسم کی عبادت کی نفی کر دیں گے بلکہ ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور اس نے فرمایا ہے:

﴿ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ﴾ (المؤمن: ٦٠)

''مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

بلکہ یہ بھی فرمایا:

﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ﴾ (البقرة: ١٨٦)

''میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔''

اسی طرح ایک جگہ فرمایا:

﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ (الرعد: ١٤)

''برحق پکارنا صرف اسی (اللہ) کے لیے ہے اور جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کچھ بھی قبول نہیں کر سکتے۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝﴾

''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے

اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔'' (الاحقاف : ۵)

اب یہ کیا ستم ظریفی ہے اللہ فرمائے مجھے پکارو میں جواب دیتا ہوں، قبول کرتا ہوں۔ مجھے پکارنا حق ہے اور یہ بھی فرمائے کہ میرے علاوہ جنھیں پکارا جائے وہ جواب نہیں دیتے۔ قیامت تک تمہاری درخواست قبول نہیں کرتے۔ ان کو پکارنا باطل ہے۔ مگر اس کے برعکس اللہ کو تو پکارا نہ جائے اور اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارا جائے اور ان سے مدد طلب کی جائے۔ کیا اس طرز عمل پر کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں اللہ پر ایمان ویقین ہے اور اللہ کی ہر بات صحیح ہے؟

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں یہ بات بھی کہی ہے کہ اگر ان بتوں کو حیات اور عقل دے دی جائے اور وہ تمہاری پکار کو سن لیں تو وہ تمہاری کافرانہ پکار قبول نہیں کریں گے، بلکہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں گے۔ گویا وہ تمہاری غلط بات پر متوجہ ہی نہیں ہوں گے۔ جب بتوں کی یہ کیفیت ہے تو اللہ کے نیک بندے اس کافرانہ پکار کو کیوں کر قبول کریں گے اور مشرکین کی حاجت برآری کیسے کریں گے۔

﴿وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ﴾ تمہاری پکار نہ قبول کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کردیں گے کہ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری پکار کا جواب دیں۔

﴿وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ۝﴾ (الاحقاف : ٦)

''اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ (معبودانِ باطلہ) ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ؕ سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا۝﴾

''اور انھوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لیے، تاکہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہوں گے۔'' (مریم: ۸۱، ۸۲)

اللہ کے سوا یہ معبود اگر بت ہیں تو اللہ انہیں بھی قوت گویائی دیں گے اور وہ بھی ان کے شرک کا انکار کریں گے، اور فرشتوں سے قیامت کے دن جب پوچھا جائے گا کہ یہ تمہاری عبادت کرتے تھے تو وہ عرض کریں گے۔ ہرگز نہیں یہ جنوں کے پجاری تھے۔ (سبا: ۴۰، ۴۱)

یہ شرک وکفر جنوں کی شرارت ہے اور انہی کی شعبدہ بازیوں کا نتیجہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی قیامت کے دن جب یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے کہا تھا کہ اللہ کے بندو! مجھ کو اور میری والدہ کو معبود بنالو؟ تو وہ عرض کریں گے:

﴿قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ﴾ (المائدة : ١١٦)

''کہے گا تو پاک ہے، میرے لیے بنتا ہی نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔''

لہٰذا مشرکین اللہ کے سوا جنھیں پکارتے ہیں اور ما فوق الفطرت مصائب میں مدد کے لیے جن سے مدد طلب کرتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ سبھی ان کے دشمن ہوں گے، اور اس کا بھی انکار کردیں گے کہ یہ ہماری عبادت کرتے تھے۔ بلکہ وضاحت کریں گے یہ درحقیقت ہماری نہیں جنوں کی عبادت کرتے ہیں اور شرک وکفر کی یہ پٹی انھوں نے ہی پڑھائی تھی۔ اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا شرک ہے۔ تبھی تو فرمایا گیا ہے کہ تمہارے شرک کا وہ انکار کردیں گے۔

﴿وَ لَا یُنَبِّئُكَ ﴾ اور تجھے پوری خبر دینے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔ یعنی یہ خبر کہ جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو نہ وہ تمہاری دعا سنتے ہیں، بالفرض سن لیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کرسکتے بلکہ روز قیامت وہ تمہارے مدمقابل ہوں گے اور تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ اس حقیقت کی خبر اور اس کے انجام سے تمہیں اللہ نے خبردار کیا ہے اس سے بڑھ کر حقائق کو جاننے والا کون ہے کوئی اور تو عقل وفکر سے سمجھانے کی کوشش کرے گا مگر یہاں تو اللہ تمہیں خبردار کررہا ہے

اس لیے اپنی جھوٹی امیدوں کے سہارے زندگی بسر کر کے آخرت کی ذلت ورسوائی مول نہ لو۔ اور نہ ہی کسی اور کی باتوں پر کان دھرو۔

﴿وَ لَا يُنَبِّئُكَ﴾ کا یہ مفہوم اس اعتبار سے ہے کہ "لا ينبئك ايها السامع" ۔ اور یہ بھی ہے ہوسکتا ہے کہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہو کہ جس میں آپ کی نسلی مراد ہے کہ یہ جو کچھ اپنے جھوٹے معبودوں کے بارے میں اعتقاد اور اعتماد رکھتے ہیں یہ ان کی خواب خیالی ہے۔ آپ جمع خاطر رکھیں قیامت کے روز یہی معبود ان کی آنکھیں کھول دیں گے اور ان کے مقابلے میں ان کے شرک کی تردید کردیں گے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝﴾ (الفاطر: ١٥)

''اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔''

اس آیت میں پہلے مضمون کا تتمہ ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ بھی، اور باقی بھی سب لوگ اللہ کے محتاج ہیں، گویا طالب اور مطلوب دونوں اللہ کے محتاج ہیں۔ ''غنی حمید'' صرف اللہ ہے اسی کو پکارو، وہ تعریفوں کے لائق ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ لو کہ میرا رسول جو شب وروز تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے تو اس کے یہ معنی قطعاً نہیں کہ اللہ تمہاری عبادت کا محتاج ہے اگر تم ایک اللہ کو نہ مانو اور اس کی اطاعت وعبادت کرو تو اللہ کی بادشاہت میں کوئی کمی واقع ہوجائے گی اور اللہ کا کوئی کام رک جائے گا۔

جیسے سورۂ الذاریات میں فرمایا ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝﴾ (الذٰریٰت: ٥٦، ٥٨)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ میں اس سے کوئی رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بے حد رزق دینے والا، نہایت مضبوط ہے۔''

یوں نہیں کہ میرا دربار اور ڈیرہ تب چلے گا جب میری عبادت کریں گے اور میری اطاعت کریں گے۔ جیسا کہ عموماً اللہ کے سوا جن کو پوجا جا رہا ہے ان کے دربار ان کے ماننے والوں کی وجہ سے بارونق ہیں وہ اگر وہاں چندہ وخیرات اور نذرانے نہ دیں تو ان کا دربار چلتا نہیں۔ وہ ان سے رازق تو کجا الٹا انہیں رزق پہنچایا جاتا ہے۔ ایک اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں سے لیتا نہیں بلکہ سب کچھ انہیں دیتا ہے۔ وہ خود کھاتا نہیں سب کو کھلاتا ہے: ﴿وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ﴾ (الانعام: ١٤) جو خود کھانے کا محتاج ہے وہ دوسروں کی محتاجی کیوں کر دور کرسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ، جنھیں معبود بنانے والوں نے معبود بنایا، کے بارے میں فرمایا ﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ (المائدہ: ٧٥)

''وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔''

اس لیے یہ نہ سمجھو کہ ہماری عبادت کا اللہ محتاج ہے۔ ہم اس کی بندگی کریں گے تو اس کی بسائی ہوئی یہ بستی بسے گی۔

ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم اللہ کے محتاج ہو۔ تم پیدا ہوئے تو تم ہر چیز سے بے خبر تھے، کچھ کرنے کی قدرت نہیں تھی نہ کسی چیز کے تم مالک تھے اس حال میں اللہ نے تمہیں پروان چڑھایا۔ پھر تمہیں عقل وشعور اللہ نے عطا فرمایا، کمانے کی قوت اللہ نے دی، یوں قدم قدم پر تم محتاج ہو۔ اگر وہ چاہے تو ایک لمحہ کے لیے زندہ نہیں رہ سکتے، اگر چاہے تو تمہاری قوتیں لمحہ بھر میں زائل کردے اور اگر چاہے تو تمہارے اسباب ووسائل کو تمہارے اوپر الٹ دے۔ اس لیے محتاج تم ہو حتی کہ کسی کو ہمارے نوازنے کے باوجود اس کی محتاجی ختم نہیں ہوتی۔ ﴿هل من مزيد﴾ کی حرص ختم نہیں ہوتی۔ کسی اللہ والے نے کیا خوب کہا ہے:

اللهم انى فقير فى غناى فكيف لا افقر فى فقرى .

''اے اللہ میں اپنی آسودگی میں فقیر ہوں تو اپنی فقیری میں سب سے فقیر کیوں نہیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

والفقر لی وصف ذاتٍ لازم ابداً کما الغنی ابداً وصف له ذاتی .

فقر اور محتاجی میرا وصف ذاتی ہے، میری ذات کو ہمیشہ لازم ہے جیسا کہ ہمیشہ غنا اور بے نیازی اللہ کا وصف ذاتی ہے۔ یعنی جیسے اللہ کے لیے استغناء اور بے نیازی لازم ہے اسی طرح فقر ومسکنت انسان کے لیے لازم ہے۔

شیخ الاسلام ہی کا کہنا ہے:

انا المکدّی انا المُکدِّی
کذلك کان ابی وجدی

اے اللہ میں تیرا بھکاری ہوں، تیرا منگتا ہوں اور خیرات طلب کرنے والا ہوں، میں ہی کیا اسی طرح میرا باپ اور دادا بھی تیرا بھکاری ہے۔ گویا اباً من جدھم سب تیرے در کے فقیر ہیں۔

مولانا قطب الدین دہلوی رحمہ اللہ کی مناجات میں ہے:

الٰہی شاہ تو ہے میں گدا ہوں
الٰہی تو غنی میں بے نوا ہوں
الٰہی تو غفور اور میں گنہگار
الٰہی تو کریم اور میں گرفتار
الٰہی تو قوی اور ناتواں میں
خداوند کہاں تو اور کہاں میں

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، سوائے ان کے جن کو میں کھلاتا ہوں لہٰذا تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو، سوائے ان کے جن کو میں پوشاک پہنا دوں، پس تم مجھ سے ہی پوشاک مانگو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا۔

اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور میرے نفع کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل اور آخر تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے، تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل اور آخر، تمہارے انسان اور جنات، اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر وفاسق ہے تو یہ چیز میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ الخ

یہ طویل روایت صحیح مسلم کی کتاب البر باب تحریم الظلم (حدیث رقم: ۶۵۷۲) میں منقول ہے۔

اس لیے سب اللہ کے محتاج ہیں اور اس کے در کے سوالی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو عرض کیا:

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾

''اے میرے رب! بے شک میں، جو بھلائی بھی تو میری طرف نازل فرمائے، اس کا محتاج ہوں۔'' (القصص: ۲۴)

طائف سے واپسی پر ایک درخت کے نیچے ستانے کے لیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو عرض کرتے ہیں:

اللھم الیك اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین . الخ

(ابن ھشام، ج: ۱، ص: ۴۲۰ وغیرہ)

''اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں کی بے توقیری کی شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا خاص طور پر پروردگار ہے۔''

درسِ حدیث

توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ
تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیو کرول شالامار باغ۔لاہور)

باب:[البشارة]

خوش خبرے کا بیان

٩٩٤ . عن أبی موسٰی، أنّه کان معَ النبی ﷺ فی حَائطٍ من حیطان المدینةِ ـ وفی یَدِ النَّبِیّ ﷺ عُودٌ یضربُ بهِ مِنَ الماءِ والطّین ـ فجاءَ رجلٌ یستفتحُ، فقال النَّبِیُّ ﷺ: ((افتحْ لهُ وبشّرْهُ بالجنّةِ)) فذهبتُ فإذا أبوبکرٍ رضی اللّٰه عنه فَفَتَحْتُ لهُ وبشّرتُهُ بالجنّةِ، ثم استفتحَ رجلٌ آخَرُ فقالَ: ((افتحْ لهُ وبشّرْهُ بالجنة)) فإذا عمرُ رضی اللّٰه عنه، فَفَتَحْتُ له وبشرتُهُ بالجنَّةِ، ثم استفتحَ رجلٌ آخَرُ ـ وکانَ متکِئًا فجلسَ ـ وقال: ((افتحْ لهُ وبشِّرْهُ بالجنَّةِ علی بلوىً تُصِیْبُهُ، أو تکونُ)) فذهبتُ فإذا عثمانُ، ففتحتُ له، فأخبرتُه بالذی قالَ: قالَ: اللّٰهُ المُستَعَانُ. (صحیح البخاری)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ اسے پانی اور مٹی پر مار رہے تھے ایسے میں ایک آدمی آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گیا دروازہ کھولا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ پھر دوسرے آدمی نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ دروازہ کھول دو۔ اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ ﷺ اس وقت تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے فرمایا دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو اور اسے یہ بھی بتاؤ کہ تجھے ایک آزمائش میں تکلیف پہنچے گی میں دروازہ کھولنے گیا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا انہیں بتا دیا انھوں (عثمان) نے یہ سن کر کہا اللہ مددگار ہے۔''

باب:مصافحة الصبیان

بچوں سے مصافحہ کرنا

٩٩٥ . عن سلمة بن وَرْدَان قال: رأیتُ أنسَ بنَ مالكٍ یُصَافِحُ النّاسَ فسألَنِیْ: مَنْ أنتَ؟ فقلتُ: مولیٰ لبني لیثٍ فمسحَ علی رأسی ثلاثاً وقالَ: بارَكَ اللّٰهُ فیكَ. (حسن الإسناد)

''حضرت سلمہ بن وردان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے تھے۔ مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا بنی لیث کا غلام ہوں۔ آپ نے میرے سر

پر ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت فرمائے۔''

باب: المصافحة

مصافحہ کا بیان

٩٩٦ . عن أنس بن مالك قالَ: لمّا جاءَ أهلُ اليَمَنِ قال النَّبِيُّ ﷺ: ((قدْ أقْبَلَ أهلُ اليَمَنِ، وهُمْ أرَقُ قُلُوْبًا مِنكُمْ)) فَهُمْ أوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمصَافَحَةِ . (صحيح)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل یمن آئے ہیں یہ تم سے بہت نرم دل ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے مصافحہ لاتے تھے۔''

فائدہ: مراد مصافحہ سے ہاتھ ملانا ہوتا ہے یہ ایک ہاتھ سے ہوتا ہے یعنی ایک صفحہ کف اس کا اور دوسرا صفحہ کف اس کا دونوں ہاتھ سے ثابت نہیں۔ مگر ایک اثر ہے۔

٩٩٧ . عن البَراءِ بنِ عازب قالَ: مِنْ تَمَامِ التَّحيَّةِ أنْ تُصَافِحَ أخَاكَ . (صحيح الإسناد)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلام کا مکمل ہونا یہ ہے کہ (آدمی سلام کے بعد) اپنے بھائی سے مصافحہ کرے۔''

باب: مسح المرأة رأس الصبي

عورت کا بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا

٩٩٨ . عن إبراهيم بن مرزوق الثقفيّ قال: حدَّثني أبي ـ وكان لعبد الله بن الزبير فأخذه الحجاج منه ـ قالَ: كانَ عبدُ اللّٰه بنُ الزّبير بعثَنِي إلى أُمِّهِ أسماءَ بنتِ أبي بكرٍ، فأخبرَهَا بما يُعَامِلُهُم حجَّاجٌ، وتَدْعُو لي وتمسحُ رأسِي وأنَا يومئذٍ وَصِيْفٌ . (ضعيف الإسناد)

''حضرت ابراہیم بن مرزوق سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے پھر ان سے ان کو حجاج نے لے لیا۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں مجھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ حجاج بن یوسف ان کے ساتھ کیا معاملہ کر رہا ہے۔ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا (یعنی پیار دیا) اور میرے لیے دعا کی، میں ان دنوں میں نابالغ بچہ تھا۔''

باب: المعانقة

معانقہ کا بیان

٩٩٩ . عن ابنِ عقيلٍ أنّ جابرِ بن عبد اللّٰه حدَّثه، أنّه بلَغَه حديثٌ عن رجلٍ من أصحابِ النَّبِيِّ ﷺ فابْتِعْتُ بعيراً فشدَّدَ إليهِ رَحْلِي شهراً حتّى قدمتُ الشّام، فإذا عبدُ اللّٰه بن أُنيس، فبعثتُ إليهِ أنّ جابراً بالباب فرجعَ الرسولُ فقالَ: جابرُ بنُ عبدِ اللّٰه؟ فقلتُ: نَعَمْ، فخرجَ فاعْتَنَقَنِيْ، قلتُ: حديثٌ بلغنِي لمْ أَسْمَعْهُ خشيتُ أن أموتَ أو تموتَ . قال: سمعتُ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: ((يَحشُرُ اللّٰهُ العِبَادَ ـ أو النّاسَ ـ عُرَاةً غُرْلًا بُهْمًا)) قُلْنَا: ما بُهْمًا؟ قالَ: ليسَ مَعَهُمْ شيءٌ فيُنَادِيْهِمْ بصوتٍ يسمعِ مَنْ بَعُدَ ـ أحسبه قال: كما يسمعُهُ مَنْ قَرُبَ ـ أنَا المَلِكُ، لا ينبغِي لأحَدٍ مِنْ أهلِ الجنَّةِ يدخلُ الجنَّةَ، وأحَدٌ مِنْ أهلِ النّار يطلبُهُ بِمَظْلَمَةٍ، ولا ينبغِي لأحَدٍ منْ أهلِ النّار يدخلُ النَّارَ وأحَدٌ منْ أهلِ الجَنَّةِ يطلبُهُ بمظلمَةٍ)) قلتُ: وكيفَ؟ وإنَّما نأتِي اللّٰهَ عُراة بُهْمًا؟ قالَ: ((بالحَسَنَاتِ

والسَّيِّئَاتِ .)) (حسن)

''ابن عقیل سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے پہنچی تو میں نے ایک اونٹ خریدا اس پر کاٹھی کو باندھا اور اس پر سوار ہو کر ایک ماہ کا سفر اختیار کیا یہاں تک کہ میں شام پہنچ گیا۔ وہ صحابی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کو اطلاع دی کہ دروازے پر جابر حاضر ہے۔ قاصد واپس آیا اور اس نے پوچھا کیا آپ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں؟ میں نے کہا ہاں، تو عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما باہر تشریف لائے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ میں نے عرض کیا ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پہنچی ہے، جسے میں نے آپ سے براہِ راست نہیں سنا تھا۔ مجھے ڈر پیدا ہوا کہ مجھے موت آ جائے یا آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ سے براہِ راست سن سکوں تو عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما نے بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ بندوں کو یا لوگوں کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا وہ ننگے بدن بغیر ختنے کے بہم ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا بہم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے سروسامان اور بے خانماں ان کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی آواز سے پکارے گا جس کو ہر دور کا آدمی سنے گا۔ میں خیال کرتا ہوں جس طرح کہ قریب کا آدمی سنے گا وہ ندا یہ ہوگی: میں بادشاہ ہوں، نہیں لائق کسی کو اہل جنت سے کہ جنت میں داخل ہو کہ جب تک اس پر کسی دوزخی کا کوئی حق باقی ہے اس کے ظلم کی وجہ سے اس کا مطالبہ ہے اور نہیں لائق کسی دوزخی کو کہ دوزخ میں داخل ہو۔ جب تک کہ کسی جنتی کا کوئی حق اس پر باقی ہے جس کا وہ مطالبہ کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا، یہ کیوں کر ممکن ہوگا، جب کہ ہم ننگے بدن اور بے سروسامان ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہاری نیکیوں اور برائیوں کے لینے دینے سے ہوگا۔''

باب: الرجل يقبل ابنته

اپنی بیٹی کو بوسہ دینا

۱۰۰۰ . عن عائشةَ أمِّ المؤمنينَ ، قالتْ: ما رأيتُ أحداً كانَ أشْبَهَ حَدِيثاً وكَلاماً برسولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فاطمةَ ، وكانتْ إذا دخلتْ عليهِ قامَ إليهَا فَرَحَّبَ بها وقبَّلها وأجلَسَها فى مجلسِهِ ، وكانَ إذا دخلَ عليهَا قامتْ إليهِ فأخذتْ بيدِهِ فرحَّبَتْ وقبَّلَتْهُ وأجْلَسَتْهُ فى مجلِسِها ، فدخلتُ عليهِ فى مرضِهِ الذى تُوفِى فرحَّبَ بِها وقبَّلَهَا . (صحيح)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا بات چیت اور گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت میں (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر جب وہ آپ کے ہاں آتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ان کو خوش آمدید کہتے، ان کو بوسہ دیتے اور پھر ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر آپ کو بٹھاتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس مرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جس مرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ نے ان کو خوش آمدید کہا اور ان کا بوسہ لیا۔''

فائدہ: یہ حدیث بطولہ پہلے بھی گزر چکی ہے اس میں جس طرح دلیل ہے کہ باپ اپنی جواں بیٹی کا بوسہ لے غالباً یہ بوسہ پیشانی پر ہوگا۔ اسی طرح اس میں دلیل ہے اس پر کہ بیٹی بھی اپنے باپ کا بوسہ لے یعنی ہاتھ کا بوسہ لے۔

علوم ومعارف

باطل افکار ونظریات کے ردّ وابطال میں علم کی اہمیت اور اس کا مقام

تحریر: علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ ..... ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، والعاقبة للمتقین، والصلاة والسلام علیٰ عبده ورسوله، وخیرته من خلقه، وامینه علی وحیه، نبیّنا محمد بن عبداللّٰه وعلٰی آله وأصحابه ومن سلك سبیلهم واتبع هداهم الٰی یوم الدین.

وبعد!

علم بلاشک وشبہ ہر خیر کی کنجی اور واجبات وفرائض کی ادائیگی اور محرمات کے ترک واجتناب کا وسیلہ ہے، توفیق الٰہی جس شخص کے شامل حال ہو، عمل اس کا علم کا نتیجہ ہے، علم ہر بہتر اور بھلی بات پر آدمی کے عزم کو پختہ ومضبوط کرتا ہے۔

ایمان، عمل، جہاد اور قربانی کا تصور علم کے بغیر ممکن نہیں، علم سے عاری اقوال وافعال بے قیمت اور غیر مفید ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کا انجام برا ہوتا ہے، اور وہ بہت بڑے فساد کا موجب ہوتے ہیں۔ اللہ کی عبادت، اس کے حقوق کی ادائیگی، اس کے دین کی نشر واشاعت کا کام، نیز باطل افکار ونظریات، گمراہ کن خیالات اور منحرف اور غیر مستقیم کوششوں کا مقابلہ کتاب وسنت سے ماخوذ علم نافع ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

اسی طریقہ سے علم ہی کے ذریعہ فرائض وواجبات ادا کیے جاتے ہیں، اسی کے ذریعہ سے اللہ سے ڈرایا جاتا ہے، اور کتاب وسنت میں موجود حقائق کی معرفت علم ہی کے ذریعہ ممکن ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ۝﴾ (الفرقان: ۳۳)

''اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں گے مگر ہم اس کا ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا بیان آپ کو عنایت کردیں گے۔''

باطل پرست اپنی گمراہ کن دعوتوں کے سلسلے میں جن ہتھکنڈوں کا استعمال کرتے اور کتاب وسنت کے خلاف لوگوں میں جن شکوک وشبہات کو پھیلاتے ہیں ان کا ردّ وابطال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی واضح ترین عبارتوں، کامل ترین بیانات دل ودماغ کو مطمئن کرنے والے اور حق کے مؤید قیمتی دلائل سے ہوجاتا ہے، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کتاب وسنت سے ماخوذ علم جو اس اللہ علیم وحکیم کی ذات سے صادر ہوا ہے، جو بندوں کے حالات ان کے مسائل ومشکلات ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے اچھے یا برے افکار وخیالات اور ہر زمانے کے اہل باطل کے افکار ونظریات اور ان کے استدلالات سے پوری طرح آگاہ اور واقف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تمام باتوں کو جانتا ہے، اس نے اپنی کتاب کو باطل کا پول کھولنے اور انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوتوں پر دلائل وبراہین کے قائم کرنے کے لیے نازل فرمایا ہے۔ اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا، اپنی کتاب مقدس کو ہر چیز کے لیے تبیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت کے طور پر نازل فرمایا۔

باطل پرست تو صرف اس وقت سرگرم ہوتے ہیں جب علم مٹ جاتا ہے، جہالت کا غلبہ ہوجاتا ہے اور قال اللہ و قال الرسول کہنے والوں سے میدان خالی ہوجاتا ہے، ایسے ماحول میں وہ دوسروں کے مقابل میں شیر ہوجاتے ہیں اور ارباب حق وایمان اور اہل بصیرت کی عدم موجودگی میں دھڑلے اور بے خوفی سے اپنے باطل نظریات کی اشاعت میں سرگرم ہوجاتے ہیں۔ اللہ ربّ العزت نے اپنی کتاب میں ہر چیز کو مختلف مقامات میں اجمال اور تفصیل سے بیان فرما دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾

''اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام دین کی باتوں کا بیان کرنے والا ہے۔'' (النحل: ۸۹)

یہ علیم وحکیم اللہ کا کلام ہے جس سے زیادہ سچ کوئی خیر نہیں۔

﴿وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (النساء: ۱۲۲)

''اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اس قول ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (النحل: ۸۹) میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قرآنِ کریم ہر چیز کے لیے تبیان ہونے کے ساتھ ساتھ ہدایت، رحمت اور بشارت بھی ہے، یہ حق کا بیان ہے جس میں حق کے طریقوں اور اس کے مناہج کی وضاحت ہے، اور اس میں واضح طور پر حق کی دعوت ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اس میں دنیا والوں کے لیے ہر اس چیز میں رہنمائی ہے جس کی انھیں اپنے ربّ کی یاد اور اس کی رضا جوئی، اور اس کی ناراضگی سے دور رہنے میں ضرورت پڑے۔ قرآن نے لوگوں کے لیے کامیابی اور سعادت کا راستہ دکھایا جس سے ایسے حقائق واضح ہوتے ہیں، اور ایسی بصیرتوں کی طرف رہنمائی ہوتی ہے جو دلوں کو قابو میں کرلیتی ہیں اور جن سے اپنی وضاحت وصراحت کے باعث شرحِ صدر حاصل ہوتا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اے لوگو! تمہارے ربّ کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں سے روکنے کے لیے) نصیحت ہے اور دلوں میں جو (برے کاموں سے) روگ (ہو جاتے) ہیں ان کے لیے شفاء ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت (اور ذریعۂ ثواب) ہے۔'' (یونس: ۵۷)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں جو لوگ اولوا الامر ہیں ان کا بھی کہنا مانو پھر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کردیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب بہتر ہیں، اور ان کا انجام خوش تر ہے۔''

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾ (الشوریٰ: ۱۰)

''اور جس جس بات میں تم (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے، یہ اللہ میرا ربّ ہے میں اسی پر توکل رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

کتاب وسنت پر اکتفاء:

اگر کتاب وسنت میں ہدایت اور صرف ان پر اکتفاء کی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی طرف نہیں لوٹاتا بلکہ ''نعوذ باللہ'' اللہ عزوجل کا یہ لوٹانا بے فائدہ ہوتا، اختلاف ونزاع کے وقت صرف قرآن وحدیث کی طرف اس واسطے لوٹایا کہ ان دونوں میں ہدایت، واضح بیان، مشکلات کا حل اور باطل کی سرکوبی کا سامان موجود ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی شرط ٹھہرایا ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ پھر یہ بتایا کہ دنیا وآخرت میں بندوں کے لیے یہی سب سے بہتر اور عمدہ بات ہے۔ یعنی اختلافی اور نزاعی امور میں مسلمانوں کا اللہ اور رسول کی طرف لوٹنا دنیا وآخرت میں سب سے بہتر اور انجام کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ سارے مسائل ومشکلات کا حل کتاب وسنت میں موجود ہے، دین ومذہب کے بارے میں انسان کو جن امور کی ضرورت واحتیاج ہوتی ہے ان سب چیزوں کو ان میں بیان کردیا گیا ہے، لوگوں کے مابین نزاع اور دشمنی کے خاتمہ کا بھی اس میں سامان موجود ہے، اسی طریقہ سے داعی حق کے لیے اس میں فتح ونصرت کا سامان موجود ہے، اور اس میں واضح دلائل سے دشمنانِ حق کا استیصال ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا۝﴾ (الفرقان: ۳۳)

''اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں گے مگر ہم اس کا ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا بیان آپ کو عنایت کردیں گے۔''

یہ مثال ہر اس شبہ کو جسے یہ لوگ بزعم خویش حجت اور دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں، ہر مذہب کو جس کی صحت کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اور ہر اس دعوت کو جس کی یہ افادیت کے قائل ہیں، شامل ہے۔ کتاب اور سنت ان تمام کا پول کھول دیتے ہیں، پس ان کے سارے مسائل ومشکلات، شکوک وشبہات، گمراہ کن تحریکات، اور باطل مذاہب ونظریات سے پردہ کتاب اور سنت کا علم ہی اٹھا سکتا ہے۔

وجود باری تعالیٰ کا منکر:

یہ تو معلوم ہے کہ باطل اور تباہ کن افکار ونظریات، گمراہ کن اصول ومبادی، منحرف مذاہب وادیان کی بہتات ہے، حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنے والے بے شمار ہیں، باطل کی طرف دعوت دینے والے، راہِ حق سے روکنے والے مؤلفین ومصنّفین کا شمار اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ کلام میں تحریف وتبدیلی کرکے لوگوں پر اپنے باطل افکار ونظریات کی تلبیس کرتے ہیں، اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔

صحافت، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ نشریاتی اداروں اور سوسائٹی کے دوسرے اداروں میں مقررین اور خطباء کی بہتات ہے ہر شخص اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے نظریئے کا داعی ومناد ہے، جو لوگوں کو باطل کی دعوت دیتا ہے اس پیچیدہ صورت حال، اور مشکل مسئلے کا حل اور اس سے نپٹنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ اسے کتاب وسنت کی عظیم میزان پر پیش کردیا جائے۔ کتاب وسنت کی ترازو پر ان چیزوں کے تولنے سے حق، باطل سے، اور رشد وہدایت، گمراہی وضلالت سے ممیّز ہوجائے گا۔ اس طریقہ سے حق اور اصحابِ حق کامیاب، باطل اور اربابِ باطل پسپا ہوجائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور الوہیت کے منکر، مادی زندگی پر ایمان رکھنے والے، حق کو جھٹلانے والے، کتاب اللہ کے منکر، اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظیم قدرت اور اس کے احاطہ کرنے والے علم پر قرآن میں موجود نقلی اور عقلی دلائل کو جھٹلانے والے کمیونسٹ، شیوعی اور اشتراکی جب میدان میں آئیں یا سر اٹھائیں تو کتاب اللہ کی طرف رجوع کرو، اور ان قرآنی آیات کو پڑھو جن میں وجود باری تعالیٰ کے دلائل ہیں، اور جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ کائنات کا خالق اور موجد اللہ صانع حکیم ہی ہے۔ ان امور کی طرف اللہ ربّ العزت نے قرآنِ کریم میں رہنمائی فرمائی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ یہ وہی ذاتِ برحق ربّ العالمین ہے، وہی خلاق وعلیم ہے، وہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی حق کی تائید وحمایت کرتا ہے، ان امور پر اللہ ربّ العزت قرآنِ کریم کے بہت سے مقامات پر دلائل دیتا ہے، تاکہ حق کا طالب ان پر اعتماد کرے۔

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ

اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَ بَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ o﴾
(البقرۃ: ۱۶۳،۱۶۴)

''اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، کوئی معبود نہیں مگر صرف اسی کی ایک ذات رحمت والی اور اپنی رحمت کی بخشش سے تمام کائنات ہستی کو فیض یاب کرنے والی، بلاشبہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے، پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے۔ ہواؤں کی گردش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھنے والے ہیں (اللہ کی ہستی ویگانگی اور اس کے قوانین رحمت کی) بڑی ہی نشانیاں ہیں۔''

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo﴾ (البقرۃ: ۲۱،۲۲)

''اے افرادِ نسل انسانی! اپنے پروردگار کی عبادت کرو (اس پروردگار کی) جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان سب کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، (اور اس لیے عبادت کرو) تاکہ متقی بن سکو، وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی کے ذریعہ پھلوں کی غذا کو پردۂ عدم سے نکالا، تم لوگوں کے واسطے، پس اب تم ایسا نہ کرو کہ اللہ پاک کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو شریک اور ہم پایہ بناؤ، اور تم جانتے بوجھتے ہو (کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔)''

﴿اِنَّمَآ اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًاo﴾ (طٰہٰ: ۹۸)

''پس تمہارا حقیقی معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، وہ اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔''

﴿وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ﴾

''اور تیرے ربّ نے حکم کردیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو۔'' (بنی اسرائیل: ۲۳)

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ o﴾ (الفاتحہ: ۴)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اعانت کی درخواست کرتے ہیں۔''

ان آیات اور ان کے علاوہ بے شمار آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی بندوں کا اور سارے جہاں کا ربّ ہے۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام نے یہی بات بتائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ ﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل: ۳۶)

''اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان کے رستہ سے بچتے رہو۔''

۲۔ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِo﴾ (الانبیاء: ۲۵)

''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں، پس میری ہی عبادت کیا کرو۔''

۳۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ o﴾ (لقمان: ۳۰)

''یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی حق ثابت اور ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کررہے ہیں بالکل ہی لچر اور ناپید ہونے والی ہیں، اور اللہ ہی عالی شان (بلندمرتبہ) اور بزرگ وبرتر ہے۔''

٤۔ ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ o اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ (الزمر: ۲،۳)

پس آپ خالص اعتقاد کرکے اللہ کی بندگی کرتے رہیے، یاد رکھو! عبادت جو کہ شرک سے خالص ہو اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے۔''

٥۔ ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ o﴾ (الزمر: ٦٢)

''اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان اور کارساز ہے۔''

٦۔ ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ﴾ (فاطر: ۳)

''کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔''

(جاری ہے)

پروفیسر محمد حسین آزاد کو دوہرا صدمہ

جون کی ۲۰ تاریخ کو بندہ کی جواں سال شادی شدہ بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پاگئی اس سے پہلے مئی میں ہمشیرہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جملہ قارئین مرحومہ بیٹی اور ہمشیرہ کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انھیں جوارِ رحمت عطا فرمائیں اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

(محمد حسین آزاد، وہاڑی)

ضروری اطلاع

تذکرہ خدمات اہل حدیث جنوبی پنجاب کے عنوان سے ایک شان دار کتاب ترتیب دی جارہی ہے۔ جس میں ماضی وحال کے ممتاز علمائے کرام ومدرسین، خطباء وقراء، حکماء، ڈاکٹرز اور وکلاء کرام کی دینی خدمات کا تذکرہ ہوگا اور جس شخصیت کا تعلق جس ضلع سے ہوگا اُس ضلع کا مختصر تعارف بھی ہوگا۔

احباب جماعت سے التماس ہے کہ اس سلسلے میں خصوصی تعاون فرمائیں کہ اپنے اپنے علاقے اور ضلع سے مسلکی، تدریسی، عوامی وغیرہ خدمات سرانجام دینے والے کے بارے میں تحریری طور پر معلومات فراہم کریں۔

(عبدالرحیم اظہر الکریمی ڈیروی C/o محترم عبدالوہاب مکتبہ قرآن وسنت، بلاک پی فوارہ چوک، ڈیرہ غازی خان۔ پنجاب

رابطہ: 336-8604428/0308-6361944)

ضرورت ہے

ہمیں ایک ایسے محنتی عالم دین کی ضرورت ہے جو قرآن وسنت کی تعلیم وتربیت بحسن وخوبی بیان کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں۔

پورا دینی ادارہ جس میں نماز پنجگانہ، خطبہ جمعۃ المبارک اور ابتدائی درسِ نظامی کی تعلیم دینا ہوگی، کو سنبھال سکیں۔ شادی شدہ ہوں، مستند ہوں اور اپنی سندات بوقت ملاقات ہمراہ لائیں۔

میاں بیوی دونوں پڑھانا چاہیں تو انھیں ترجیح دی جائے گی۔ معقول مشاہرہ اور دیگر سہولیات دی جائیں گی۔

رابطہ

محمد نعیم خالد صاحب 0300-4214491

عالم اسلام

ارضِ توحید

المملكة العربية السعودية

محمد اقبال کیلانی، جامعہ ملک سعود، ریاض (سعودی عرب)

اس میں شک نہیں کہ ہمارے برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے لیے اوّلیں باعث عز وشرف حرمین شریفین ہی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں سعودی عرب کو دیگر اسلامی ممالک کے مقابلے میں امتیازی مقام عطا کرتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی ابتداء عقیدہ توحید سے ہوتی ہے۔ آج پوری دنیائے اسلام میں سعودی عرب جس طرح قولی اور فعلی ہر دو اعتبار سے عقیدہ توحید کی شہادت دے رہا ہے کوئی دوسرا اسلامی ملک اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ غور فرمایئے وسیع وعریض مملکت میں کوئی مزار، دربار، خانقاہ یا درگاہ تو کجا پکی قبر تک موجود نہیں جس پر کوئی نذر ونیاز، چڑھاوا، میلا ٹھیلا لگتا ہو۔ جہاں مملکت کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور صف اوّل کے عالم شیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کی قبریں عام مسلمانوں کی طرح کچی ہیں وہاں مملکہ کے بادشاہوں کی قبریں بھی ویسی ہی کچی ہیں۔

ریاض کے قبرستان ''مقربہ العود'' میں شاہی خاندان کے تمام افراد کی تدفین ہوتی ہے۔ ملک خالد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ۱۹۸۱ء میں وفات ہوئی ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے شرکت کا موقع دیا۔ نماز جنازہ کے بعد تدفین کے لیے میت مقبرہ العود میں لائی گئی اور عام قبروں کی طرح کچی مٹی کی ڈیڑھ یا دو بالشت اونچی قبر بنائی گئی، نہ پکی اینٹ نہ تختی نہ پھول نہ چادر۔ تدفین کے بعد ہمارے ایک پاکستانی بھائی نے ایک عمر رسیدہ سعودی سے دریافت کیا ''ملک فیصل رحمہ اللہ کی قبر کون سی ہے؟'' سعودی نے پوچھا: ''فیصل کی قبر کو کیا کرو گے؟'' پاکستانی نے کہا میں اس کی قبر پر دعا مانگنا چاہتا ہوں۔ سعودی نے فوراً جواب دیا ''تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگو فیصل کو بھی پہنچ جائے گی۔''

۲۰۰۵ء میں ملک فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات ہوئی ان کی تدفین پر صرف شاہی خاندان کے افراد کو قبرستان میں جانے کی اجازت تھی۔ وفات کے تیسرے روز میں قبرستان گیا وہی کچی مٹی کی قبر دو یا اڑھائی بالشت اونچی۔ دو پاکستانی حضرات قبر پر کھڑے دعا مانگ رہے تھے۔ میں نے بھی ملک فہد رحمہ اللہ کے لیے دعائے مغفرت کی۔ ایک پولیس کا آدمی جیپ میں بیٹھا تھا تعزیت کے تین دن بعد اس کی ڈیوٹی بھی ختم ہونے والی تھی۔ آج قبرستان میں جائیں تو ملک فیصل رحمہ اللہ، ملک خالد رحمہ اللہ، ملک فہد رحمہ اللہ میں سے کسی کی قبر کا کچھ اتا پتا نہیں چلتا کون سی ہے۔ حتی کہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ خود بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ لیکن ان کی قبر کا بھی کسی کو علم نہیں۔ عقیدۂ توحید کے تحفظ اور شرک کی بیخ کنی کا یہ عظیم کارنامہ دنیا کے کسی دوسرے اسلامی ملک میں نظر نہیں آتا۔

پورے ملک میں عقیدۂ توحید کی تنفیذ کے لیے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ اور امام محمد (بن عبدالوہاب رحمہ اللہ) نے زبردست جدوجہد کی بلکہ آج بھی علمائے کرام اس کے لیے دن رات مسلسل کوشش اور محنت کررہے ہیں۔

سعودی حکومت نے عوام الناس خصوصاً غیر ملکی حضرات کے عقائد کی اصلاح کے لیے ملک بھر میں مکاتب جالیات (Call and guidance office) کا جال پھیلا دیا ہے۔ جس میں غیر مسلمانوں کو بھی اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اور مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ ان مکاتب کی نگرانی تو حکومت خود کرتی ہے لیکن مالی سرپرستی مخیّر حضرات کرتے ہیں۔ ان مکاتب جالیات کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف ایک مکتب

(جالیات الربوۃ) دنیا کی ۸۱ زبانوں میں لٹریچر شائع کر رہا ہے۔ ایک سرسری اندازے کے مطابق سال بھر میں پوری دنیا میں لوگ اتنی تعداد میں دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتے جتنے سعودی عرب کے ان مکاتب کی کوششوں کے نتیجہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ صرف ایک شہر ریاض کے مکاتب جالیات کی کوششوں سے ہر ماہ سو سے زائد غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ کامیابی یہاں کی حکومت اور علمائے کرام کی مشترک کوششوں کا نتیجہ ہے جس کا نہ تو حکومت ڈھنڈورا پیٹتی ہے نہ کہیں اشتہار دیتی ہے نہ اعلان کرتی ہے۔

۲۰۰۷ء میں مجھے بعض سعودی انجینئرز کے ساتھ وزارت صحت کے ایک پروجیکٹ کے لیے صفر الباطن جانا تھا اپنے کام سے فراغت کے بعد ہم لوگ ہوٹل میں چلے گئے رات کھانے کے بعد مجھے وہاں کا مکتب جالیات دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں تھوڑی سی تلاش کے بعد مکتب پہنچ گیا۔ اتفاق سے اس روز مکتب میں غیر معمولی رونق تھی۔ لائبریری میں گیا تو وہاں اردو زبان کے ہندی داعی سے ملاقات ہوئی۔ تعارف کرانے پر بہت مسرور ہوئے۔ ''تفہیم السنۃ'' کی تالیف پر حوصلہ افزائی فرمائی۔ انہوں نے بتایا کہ آج مکتب میں خصوصی اجتماع ہے۔ ایک سعودی مخیّر نے مکتب کو ۵۰ سیٹ والی بس مہیا کی ہے تاکہ داعی حضرات لٹریچر لے کر شہر کے دور دراز علاقوں میں موجود مختلف کمپنیوں میں جا کر لوگوں کو دین کی دعوت دے سکیں۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔ پروگرام کے آخر میں چیف جسٹس نے اپنے مختصر خطاب میں یہ کہا: ''سعودی عرب الحمد للہ توحید کی سرزمین ہے جو ہمارا بنیادی عقیدہ ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہماری کامیابی کا دارومدار اسی عقیدۂ توحید پر ہے۔

تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور رسل اسی عقیدۂ توحید کی دعوت لے کر آئے اور یہی دعوت ہمارے قائد، رہبر، حبیب اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اسی عقیدۂ توحید کی ہم تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ہم سب کو مل جل کر کوشش کرنی چاہیے۔ چیف جسٹس کے خطاب سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سعودی عرب میں علمائے کرام اور کلیدی عہدوں پر فائز حکام کی جدوجہد کی سمت ایک ہی ہے۔ یعنی عقیدۂ توحید جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سعودی عرب آنے والے لوگوں میں سے ۹۰ تا ۹۵ فیصد مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ صرف ایک قلیل تعداد ایسی ہوتی ہے جو سب کچھ دیکھنے اور سننے کے باوجود اپنے آبائی عقیدہ پر قائم رہنا پسند کرتی ہے۔

عقیدۂ توحید کے بعد دین اسلام کا اہم ترین رکن نماز ہے۔ تمام مملکت میں ہر شہر کے اوقات کے مطابق اذان کا ایک ہی وقت مقرر کرنا، نماز کے اوقات میں تمام چھوٹی بڑی مارکیٹوں کو بند کروانا۔ اذان سے اقامت تک کے وقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہل کاروں کا گشت کرنا اور سپیکر پر لوگوں کو نماز کے لیے مسجد میں آنے کی دعوت دینا مگر کہیں بے نمازیوں کا گروہ مل جائے تو اسے پکڑ کر تھانے لانا، چوبیس گھنٹے تک انہیں وعظ ونصیحت کرنا اور نماز پڑھنے کا وعدہ لے کر رہا کرنا۔ حکومت کا ایک منفرد اور نادر الوجود کارنامہ ہے جس کی پوری دنیا کے کسی اسلامی ملک میں مثال نہیں ملتی۔

میرا ایک بیٹا عبداللہ اقبال مکہ مکرمہ کے تعلیمی ادارے دارالحدیث کا طالب علم ہے اس نے بتایا کہ گزشتہ سال فٹ بال کے ورلڈ کپ میچ کے موقع پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہل کاروں نے محسوس کیا کہ اس میچ کی وجہ سے سعودی نوجوانوں کی نمازیں ضائع ہورہی ہیں۔ چناں چہ انہوں نے گشتی کمروں (Portable Houses) میں مصلے بچھا کر گلی گلی محلے محلے ایسی جگہوں پر پہنچا دیئے جہاں سعودی نوجوان ٹی وی پر میچ دیکھنے میں مگن تھے۔ نماز کے اوقات پر وہیں اذان دی جاتی اور بہت ہلکی سی نماز پڑھا کر نوجوانوں کو فارغ کردیا جاتا۔ دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں سے کون سا ایسا ملک ہے جس کے حکمرانوں کو اپنی رعایا کی نمازوں کی اس قدر فکر لاحق ہو؟

تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں مساجد کی تعمیر ضروری ہے۔ نماز کا اہتمام کرنا دفتر کے مسئولین کی قانونی ذمہ داری ہے۔ مغربی ممالک میں نمازیں پڑھنے پر مسلمانوں کی تنخواہ کاٹی جاتی ہے، لیکن سعودی عرب میں دفتری اوقات میں نماز ادا نہ کرنا باعث عیب سمجھا جاتا

ہے۔ ہمارے کتنے ہی پاکستانی، ہندوستانی اور بنگلہ دیشی بھائی ایسے ہیں جو اپنے اپنے ممالک میں کبھی نماز کے قریب بھی نہیں گئے تھے۔ لیکن سعودی عرب آنے کے بعد ماحول کے ہاتھوں مجبور ہوکر نماز پڑھنی شروع کی اور پھر ایسے پکے نمازی بنے کہ تہجد اور اشراق تک پڑھنے لگے۔

نماز استسقاء، نماز کسوف اور نماز خسوف کے لیے شاہی فرماں جاری ہوتا ہے جس پر علمائے کرام اور عوام پوری مستعدی سے عمل کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کے لیے حکومت نے ایسا قانون بنا رکھا ہے کہ کوئی شخص زکوٰۃ ادا کیے بغیر سعودی عرب میں کاروبار نہیں کرسکتا۔ چند سال قبل ریاض میں شدید ژالہ باری ہوئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ علمائے کرام نے اپنے خطبوں میں لوگوں کو تلقین کی کہ اللہ سے ڈرو اپنے اموال کی زکاتیں ادا کرو اللہ کا یہ عذاب زکاتیں ادا نہ کرنے کی وجہ سے آیا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں پوری مملکت میں الحمد للہ ایک ایسا روح پرور ماحول پیدا ہوجاتا ہے کہ کوئی نام نہاد مسلمان تو کیا کوئی کافر بھی رمضان المبارک کے تقدس کو مجروح کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی غیر مسلم رمضان المبارک کے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کرے تو حکومت اس کا ویزا منسوخ کرکے فوراً ملک بدر کردیتی ہے۔ یاد رہے احترام رمضان کے بارے میں ہر سال رمضان المبارک سے پہلے فرمان شاہی جاری ہوتا ہے جس پر سختی سے عمل کروایا جاتا ہے۔

یہود ونصاریٰ کئی مرتبہ قرآنِ مجید میں تحریف کی ناپاک سازشیں کرچکے ہیں۔ یہود ونصاریٰ کے مکروہ عزائم کو بھانپتے ہوئے سعودی حکومت نے مدینہ منورہ میں عظیم الشان ''شاہ فہد قرآنِ کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' (مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف) قائم کیا جو چوبیس گھنٹے قرآنِ مجید کی طباعت کرتا ہے۔ یاد رہے یہ پرنٹنگ کمپلیکس عربی زبان کے علاوہ دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں قرآنِ کریم کی طباعت کا مقدس فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر مجمع ملک فہد کروڑوں کی تعداد میں قرآنِ کریم کے یہ نسخے بلا قیمت حجاج کرام میں تقسیم کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی یہ ایسی عظیم الشان خدمت ہے جس کے لیے پوری امت مسلمہ سعودی حکومت کی ممنون احسان ہے۔ شنید ہے کہ ملک عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ اب حدیث شریف کی اشاعت کے لیے ایک ایسا ہی منصوبہ تیار کررہے ہیں جو کتاب وسنت کی اشاعت میں یقیناً نور علی نور کے مصداق ہوگا۔ ان شاء اللہ

مذکورہ بالا دینی خدمات کے علاوہ سعودی عرب آج بھی ایسی بہت سی اسلامی اقدار کی حفاظت کررہا ہے۔ جو کہیں کسی دوسرے اسلامی ملک میں نظر نہیں آتیں۔ بظاہر یہ اقدار معمولی نظر آتی ہیں، لیکن معاشرے میں ان کے نتائج بڑے دوررس ہیں۔ سرکاری اداروں میں ہجری کیلنڈر پر عمل ہوتا ہے۔ سرکاری ملازمین کو تنخواہ ہجری کیلنڈر کے مطابق دی جاتی ہے۔ باہمی مراسلت بھی ہجری تاریخ میں استعمال کی جاتی ہے۔ سرکاری مراسلت میں خواہ وہ افسرانِ بالا کی طرف سے ماتحت افسروں کے نام ہو یا ماتحت افسران کی طرف سے افسران بالا کا نام ہو ابتداء ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..... امابعد'' سے ہوتی ہے۔ افسران بالا اپنے ماتحتوں کے لیے ''سلمہ اللہ'' اور ماتحت افسرانِ بالا کے لیے ''حفظہ اللہ'' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے سرکاری اداروں میں باہمی مراسلت کے لیے طبع شدہ لیٹر پیڈ پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پہلے سے طبع ہوتا ہے۔

سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے تیل کی دولت کے علاوہ معدنیات کی دولت سے بھی مالا مال کیا ہے جیسے سعودی حکومت مملکت کے علاوہ پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے بے دریغ خرچ کرتی ہے۔ باخبر حلقے جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی خطہ ایسا ہو جہاں سعودی حکومت کے تعاون سے مساجد، مدارس، اسلامی مراکز اور دیگر عوامی بہبود اور فلاح کے کاموں پر خرچ نہ کیا گیا ہو۔ اور اس معاملہ میں پاکستان اور اہل پاکستان کے ساتھ تو سعودی عرب کا معاملہ رسمی طور پر نہیں حقیقی طور پر بھائیوں جیسا ہے۔ اہل پاکستان پر جب بھی کوئی ابتلاء یا آزمائش آتی ہے مملکت کے حکمران ہی نہیں۔ عوام اور علماء بھی مضطرب اور بے چین ہوجاتے ہیں۔

۲۰۰۵ء کا تباہ کن زلزلہ ہو یا ۲۰۱۰ء کا ہلاکت خیز سیلاب ہر موقع پر

مملکت تمام برادر اسلامی ممالک کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر مالی معاونت بھی کرتی ہے اور خطیب حضرات جمعہ کے روز اپنے خطاب میں نام لے کر اہل پاکستان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد ائمہ کفر نے پاکستان پر معاشی اقتصادی اور فوجی پابندیاں لگا کر پاکستان کو دیوالیہ کرنے کی کوشش کی تب سعودی عرب نے ہی پاکستان کو مفت تیل فراہم کر کے دیوالیہ ہونے سے بچایا۔ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ کے زمانے میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ''را'' اور ''موساد'' نے خفیہ آپریشن کے ذریعے تباہ کرنے کا پروگرام بنایا تو ملک عبداللہ بن عبدالعزیز ﷾ (تب ولی عہد) نے ہنگامی پرواز کے ذریعے خود آ کر اہل پاکستان کو مطلع کیا کہ اسرائیلی طیارے ہتھیاروں اور کمانڈوز سمیت سری نگر ایئر پورٹ پر پہنچ چکے ہیں۔

دو ماہ قبل مکتبہ دارالسلام ریاض کی ایک تقریب میں سفیر پاکستان جناب شیر علی زئی صاحب نے بتایا کہ سعودی عرب نے گزشتہ سال پاکستان سے چھ ہزار ڈاکٹرز منگوائے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں بیک وقت سعودی عرب نے کبھی کسی دوسرے ملک سے ڈاکٹرز نہیں منگوائے۔ یاد رہے آج کل مصر سے ڈاکٹرز یا انجینئرز منگوانے پر سعودی عرب نے پابندی لگا رکھی ہے۔

پرویز مشرف نے ایک بار ترنگ میں آ کر ہندوستان کو ایٹمی ہتھیار ختم کرنے کی پیش کش کی اس سے اگلے روز یونیورسٹی سے واپس آتے ہوئے ایک سعودی پروفیسر ملے۔ وہ پرویز مشرف کے اس بیان پر بڑے دل گرفتہ تھے۔ سلام دعا کے بعد کہنے لگے ''کیا یہ آدمی پاگل ہے۔ پاکستان کو ختم کرنا چاہتا ہے۔'' سعودی حکمران ہوں یا عوام پاکستان کے لیے سب کا جذبۂ خیر خواہی ایک جیسا ہے۔

مذکورہ بالا سطور تحریر کرنے کا باعث مؤقر ماہنامہ محدث لاہور شمارہ ۳۴۶ (اپریل ۲۰۱۱ء) میں طبع شدہ مضمون بعنوان ''امت مسلمہ کے خزانے اور ظالم حکمرانوں کی عیاشیاں'' ہے جس میں محترم حافظ صلاح الدین صاحب نے عرب ریاستوں کے بارے میں اعداد وشمار کے ساتھ ان ریاستوں میں ایک طرف وسائل ثروت کی فراوانی اور دوسری طرف حکمرانوں کی عیاشیوں پر اظہار تاسف فرمایا ہے۔ قدرتی طور پر ایسے مضامین پڑھ کر حکمرانوں کے خلاف عوام میں پہلے سے موجود نفرت میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔

عراق کویت تنازعہ میں ''ڈیزٹ سٹارم اپریشن'' کے حوالے سے سعودی حکمرانوں کی کمزوریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایک دوسری خبر فیصل بن فہد کے بارے میں ہے کہ اس نے جوئے کی میز پر ۱۰ کھرب ڈالر (تقریباً ۶ سو کھرب روپے) ہار دیئے اور پھر اسی صدمے کی وجہ سے اس کی حرکت قلب بند ہوگئی اور وہ مر گیا۔ (ص:۶۷،۶۸)

سیاق عبارت میں دونوں مثالوں سے تاثر یہ ملتا ہے کہ دیگر خلیجی ریاستوں کی طرح سعودی عرب میں بھی ویسے ہی نالائق اور عیاش حکمران ہیں۔

راقم کو سعودی عرب میں رہتے ہوئے کم وبیش تیس سال کا عرصہ ہو رہا ہے میں پوری ذمہ داری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں مثالیں سعودی عرب کے دینی اور دنیاوی امور کی ہرگز عکاس نہیں ہیں۔ جس کا واضح ثبوت مضمون ہذا میں تحریر کی گئی گزشتہ سطور میں مجھے یقین ہے کہ محترم حافظ صاحب خود بھی اسی حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ ان دو مثالوں (اگر یہ درست ہیں) کی وجہ سے سعودی عرب کو دیگر خلیجی ریاستوں جیسا شمار کرنا ہرگز درست نہیں۔

محترم حافظ صاحب خود جس ادارے سے منسلک ہیں اس ادارے کے کئی اشاعتی منصوبے سعودی حکومت کے وزراء یا شاہی خاندان کے امراء (جن میں شہزادوں کے علاوہ شہزادیاں بھی شامل ہیں) کی سرپرستی کے مرہون منت ہیں اور یہ تو معلوم ہے کہ سعودی عرب میں صرف دارالسلام ہی کتاب وسنت کی اشاعت کا واحد ادارہ نہیں بلکہ دیگر بہت سے ادارے بھی کتاب وسنت کی اشاعت کا کار خیر انجام دے رہے ہیں جن کی سرپرستی حکومتی وزراء یا شاہی خاندان کے امراء ہی کر رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں کیا یہ واقعی قرین انصاف ہے کہ ایک شہزادے کی مثال دے کر سارے شاہی خاندان

کے شہزادوں کو ویسا ہی باور کرلیا جائے؟

برادرم عبدالمالک مجاہد صاحب راوی ہیں کہ میں نے پرنس خالد بن طلال کے ساتھ نماز ادا کی نماز کے بعد پرنس نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ شاہی خاندان میں ایسے افراد بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے اتنا گہرا تعلق ہے۔

چند سال قبل مجھے اپنے اہل وعیال کے ساتھ رات کے وقت جدہ کے ساحل سمندر پر جانے کا اتفاق ہوا۔ بجلی کے قمقموں سے ساحل کی لمبی پٹی بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ بچوں کے لیے جھولے ٹرینیں سواری کے لیے مزین اونٹ اور خچر وغیرہ۔ کھانے پینے کے لیے انواع واقسام کی اشیاء، ہزاروں مرد عورتیں بچے ادھر ادھر لطف اندوز ہو رہے تھے ہر طرف چہل پہل اور گہما گہمی کا سماں تھا۔ سیر وتفریح اور لہو ولعب کے عین وسط میں ایک جگہ بڑی سکرین پر کچھ مناظر دکھائے جا رہے تھے اور ساتھ کچھ آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ہمیں تجسس ہوا وہاں پہنچے تو وہاں ایک بڑی سکرین کے سامنے ۶۰۔۷۰ کرسیاں رکھی تھیں۔ جن پر پندرہ بیس مرد عورتیں بیٹھے تھے۔ ہم بھی ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ سکرین پر جنت اور جہنم کے بعض مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ اسی نسبت سے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کی بڑی پرکشش تلاوت کی آواز بھی ریکارڈ کی گئی تھی۔ ہمارے میزبان نے بتایا کہ اس کا اہتمام شاہی خاندان کے ایک پرنس نے کر رکھا ہے۔ وہ ملک فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور تھا۔ میزبان نے یہ بھی بتایا کہ ملک فہد کا بیٹا روزانہ رات کے پچھلے پہر پولیس کے ساتھ ساحل پر گشت کرتا ہے۔ اس لیے ساحل پر کبھی کسی قسم کی کوئی بیہودگی یا بے حیائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

سعودی حکومت اپنے عوام پر کس قدر مہربان ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ملک فیصل بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں ریاض شہر میں گیس کی ترسیل کسی وجہ سے رک گئی اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا دو تین دن کے بعد جب گیس کی ترسیل بحال ہوئی تو ملک فیصل رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ سرکاری اہلکار خود ایک ایک گھر جا کر معلوم کریں کس کے پاس گیس نہیں۔ جس کے ہاں گیس نہ ہو سرکاری اہلکار خود اس کے گھر گیس سلنڈر پہنچا کر آئیں۔ یاد رہے آج کل ۵۰ لیٹر گیس سلنڈر کی قیمت ۱۵ ریال ہے جو گزشتہ نو دس سال سے چلی آ رہی ہے اس سے قبل کم وبیش ۲۰ سال تک ۱۰ ریال قیمت رہی ہے۔

گزشتہ تیس سال میں میری یادداشت کے مطابق چھ یا سات مرتبہ سے زیادہ بجلی کی ترسیل میں انقطاع نہیں ہوا۔ اور اب تو صورت حال یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے کسی علاقہ میں بجلی کی ترسیل میں انقطاع کی ضرورت ہو تو کمپنی کو ایک ہفتہ قبل اس علاقہ کے مکینوں کو بذریعہ نوٹس آگاہ کرنا پڑتا ہے کہ فلاں روز فلاں وقت سے فلاں وقت تک بجلی نہیں ہوگی۔ سعودی عرب میں پانی کی قلت کی وجہ سے حکومت کو پینے کا پانی مہیا کرنے پر سب سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ باقاعدگی سے بلدیہ پانی مہیا کرتی ہے۔ پانی کی ترسیل میں بعض اوقات ایک دو یوم کی تاخیر ہو جاتی ہے لیکن اس صورت میں بھی شہریوں کو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بڑے بڑے ٹینکر ہر وقت گلیوں میں پانی مہیا کرتے ہیں۔ ۲ ریال میں ۲۰ لیٹر کا کین۔ مدت دراز سے پٹرول کی قیمت ۴۷ ہللہ فی لیٹر (یعنی ۱۱ روپے فی لیٹر) چلی آ رہی ہے۔ ۳۰۰ تا ۴۰۰ ملی لیٹر کے تمام مشروبات عرصہ دراز سے ایک ریال میں ملتے چلے آ رہے تھے۔ گزشتہ سال پہلی مرتبہ ان کی قیمت میں ۵۰ ہللہ کا اضافہ ہوا ہے۔ اب وہی مشروبات ڈیڑھ ریال میں ملتے ہیں۔ بیکری کی روٹی آج سے تیس سال قبل بھی ایک ریال میں چار ملتی تھیں آج بھی ایک ریال میں چار مل رہی ہیں۔ اس عظیم وسیع وعریض مملکت میں کوئی ایسا شہر یا دیہات نہیں جو بین الاقوامی معیار کی سڑکوں سے محروم ہو۔ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی مساجد، مدارس، ہسپتال اور اکل وشرب کی تمام اشیاء وافر مقدار میں میسر رہتی ہیں۔ گزشتہ سال ملک عبداللہ صحت یاب ہوئے تو حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کو دو ماہ کی اضافی تنخواہ اور تمام طلباء کو دو ماہ کا اضافی وظیفہ دینے کا اعلان کیا۔ یاد رہے سعودی جامعات میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کو ہر ماہ ۸۰۰ ریال وظیفہ ملتا ہے۔ یکم محرم ۱۴۳۲ ہجری سے

حکومت نے بے روزگار سعودی افراد کو ۳ ہزار ریال وظیفہ دینے کا اعلان بھی کیا ہے۔ امن وامان کے اعتبار سے آپ دن یا رات کے کسی بھی حصہ میں پوری مملکت میں جہاں چاہیں بلا خوف وخطر سفر کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حکومت اپنی رعایا کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ کفار اور منافقین کی مکروہ سازشوں کی وجہ سے تمام مسلم ممالک میں جو دینی، اخلاقی اور سیاسی انحطاط آیا ہے۔ سعودی عرب بھی اس سے محفوظ نہیں۔ جہاں فرشتے نہیں انسان ہی بستے ہیں، جن میں بشری کمزوریاں اسی طرح موجود ہیں، جس طرح دوسرے انسانوں میں ہوتی ہیں۔ تاہم یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دینی اور دنیاوی طور پر سعودی عرب دیگر تمام اسلامی ممالک کے مقابلہ میں بہترین ملک ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادارہ اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کر رہا ہے۔ دعوت وارشاد کے ادارے اپنا کام کرنے میں مستعد ہیں۔ دارالافتاء قدیم اور جدید مسائل میں عوام کی راہنمائی کر رہا ہے۔ مجموعی طور پر پورے معاشرے میں خیر اور بھلائی غالب ہے۔

عرب ممالک میں حالیہ مظاہروں کے دوران سعودی عرب کے علمائے کرام نے بڑا قابل تحسین کردار ادا کیا ہے۔ مفتی اعظم سمیت تمام علمائے کرام نے سیاسی مظاہروں کو شرعاً حرام قرار دیا جس کے نتیجہ میں گرد وپیش ممالک میں مظاہروں کے باوجود سعودی عرب میں کسی قسم کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ یوں پورے ملک میں امن وامان برقرار رہا اس موقع پر سعودی قیادت نے بھی بڑی دانش مندی اور دور اندیشی کا ثبوت دیا۔ دیگر اہم شعبوں کے ساتھ ساتھ تمام دینی اداروں کو بھی دل کھول کر فنڈز دیے تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ادارے کو ۲۰۰ ملین ریال مساجد کی دیکھ بھال کے لیے ۵۰۰ ملین ریال جمعیت تحفیظ القرآن الکریم کو ۲۰۰ ملین ریال، مکاتب مالیات (Call and guidance office) کو ۳۰۰ ملین ریال، علمی اور تحقیقی کام کرنے والے ادارے کو ۲۰۰ ملین ریال۔ جس سے مملکت کے تمام دینی ادارے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ مضبوط ہوئے ہیں۔ سعودی قیادت کو اس بات کا پورا شعور ہے کہ کتاب وسنت کے ساتھ مکمل وابستگی میں ہی سعودی عرب کی بقا ہے۔ آج کل سعودی عرب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں جگہ جگہ حکومت کی طرف سے بڑے بڑے بینر لگے ہوئے نظر آتے ہیں جن پر "اَمَنَّا فِیْ اِیْمَانِنَا" (یعنی ہمارا امن ہمارے ایمان سے وابستہ ہے) تحریر ہے۔

ہماری ناقص رائے میں آج پوری دنیا میں اگر کوئی "ماڈل اسلامی ریاست" ہے تو وہ سعودی عرب ہی ہے اس کے علاوہ اگر کوئی دوسری ریاست ہے تو اس کا نام بتائیے؟

ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ آج کے پرفتن دور میں کفار تو سعودی عرب کے دشمن ہیں ہی، خود اسلامی ممالک پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجیے کتنے سعودی عرب کے دوست ہیں اور کتنے دشمن اور پھر اپنے ہاں بھی عوام الناس پر ایک نظر ڈال لیجیے اور دیکھئے کہ عقیدہ توحید کے اس لحاظ سے کہ عوام میں کتنے دوست ہیں کتنے دشمن؟ پوری دنیا میں پاکستان اور سعودی عرب دو ہی ملک ہیں جو ائمہ کفر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ پاکستان ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے اور سعودی عرب اسلام کا منبع اور مرکز ہونے کی وجہ سے۔ عالمی طاقتیں دونوں ممالک کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں اور دونوں ممالک کے باہمی تعلقات بگاڑنا اسی منصوبہ کا حصہ ہے۔ اللہ نے چاہا تو دشمنانِ اسلام اپنی مکروہ سازشوں اور دسیسہ کاریوں میں ناکام اور نامراد ہوں گے لیکن ایسے حالات میں جبکہ عالمی جلاد ننگی تلواریں سونتے کھڑے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہیں کہ کب کس کی گردن پر وار کریں۔ ہمیں یعنی عقیدہ توحید کے حاملین کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ زبان یا قلم سے شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ایسی بات رقم نہیں کرنی چاہیے جس سے دشمنان توحید کا کام آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عقیدۂ توحید کی محافظ سعودی حکومت کی حفاظت فرمائے۔ حاسدوں، شر پسندوں اور دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ اور مامون رکھے اور اسے ساری دنیا میں عقیدۂ توحید کی اشاعت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے، آمین۔

متعلقات جہاد

تحریک شہیدین کو علامہ اقبال کا خراجِ تحسین

مولانا محمد اشرف جاوید، فیصل آباد

عالم اسلام میں شاہ اسماعیل شہید ؒ کو ایک مقام حاصل ہے شاہ صاحب ہر میدان کے شہسوار تھے اور خصوصاً ہندوستان کی تحریک آزادی اور اصلاح امت کے اوّلین محرک تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ مجدد الف ثانی اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے افکار ونظریات کے ترجمان تھے۔

اصلاحِ امت کے لیے جو راستے حضرت شاہ ولی اللہ ؒ نے اپنی زندگی میں ترتیب دیئے تھے وہ اپنی عمر میں ان کو عملی جامہ نہ پہنا سکے تو اس کی تکمیل عملی طور پر شاہ اسماعیل شہید ؒ نے کی۔

شاہ اسماعیل ؒ ہندوستان میں اسلام کا نفاذ قرونِ اولیٰ (خلافت راشدہ) کی طرح چاہتے تھے اس کے لیے انھوں نے بہت زیادہ جدوجہد کی۔

ان کی معروف کتاب ''تقویۃ الایمان'' نے لاکھوں بے راہ لوگوں کو راہِ ہدایت دی۔ تاریخ نے ان کو یہ بھی شرف دیا ہے کہ آزادی کے نامور مجاہد ٹیپو سلطان ؒ کے بعد مجاہد اعظم شاہ صاحب ؒ نے اسلامی طرز فکر پر ایک لشکر تیار کیا تاکہ ہند میں اسلامی انقلاب لایا جاسکے جس کے امام سیّد احمد شہید ؒ تھے۔ انہوں نے سرحد کو اپنا مقام بنایا۔ پشاور کی فتح کے بعد ملک میں اسلامی قانون نافذ کردیا گیا تھا۔ اہل ہند نے وہ سورج بھی دیکھا جس میں اسلام مکمل طور پر سرزمین ہند میں نافذ تھا مگر خوانین کی غداری.....

..... ہندوستان کا ہر مؤرخ تاریخ آزادی مرتب کرتے وقت شاہ اسماعیل ؒ کے نقوشِ حیات کا محتاج ہے۔ علامہ اقبال ؒ جو مسلمانوں کے فکری شاعر ہیں انہوں نے شاہ اسمٰعیل شہید ؒ کو مختلف مقامات پر خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو قارئین کی نظر کیا جاتا ہے۔

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر ؒ لکھتے ہیں کہ سیالکوٹ میں ڈاکٹر محمد اقبال ؒ کی لندن وجرمنی سے واپسی اور میری حرمین الشریفین اور دیگر بلاد اسلامیہ سے واپسی پر ان کے مکان پر میری ان سے ہندوستان کے سیاسی حالات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اس دوران آپ نے فرمایا کہ اگر مولانا محمد اسماعیل شہید ؒ کے بعد ان کے مرتبے کا ایک مولوی بھی پیدا ہوجاتا تو آج ہندوستان کے مسلمان ایسی ذلت کی زندگی نہ گزارتے۔ (تاریخ اہل حدیث، ص:۴۱۴)

اقبال اور علمائے پاک وہند کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ ''اقبال اور علمائے پاک وہند'' داستان حیات ہے برصغیر پاک وہند کے ان دینی علمائے کرام کی۔ جن سے علامہ اقبال کو قلبی تعلق تھا یا ان قدیم علماء کی جن کی کتب کے مطالعے کا وہ غیر معمولی ذوق رکھتے تھے۔

(اقبال اور علمائے پاک وہند، ص:)

اس کتاب میں تحریر ہے کہ حضرت سیّد احمد شہید بریلوی ؒ کی تحریک جہاد میں دو نام سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں ایک مولانا عبدالحی ؒ اور دوسرے شاہ اسماعیل شہید ؒ۔

یوں تو اس تحریک کے سارے ہی مجاہدین چندے آفتاب وچندے ماہتاب تھے۔ لیکن یہ دونوں حضرات اس تحریک کے روح رواں تھے۔ دونوں سیّد صاحب کے خاص مشیروں میں سے تھے۔ تنظیم جہاد کے لیے جب امامت کے سلسلے پر گفتگو ہوئی تو شاہ اسماعیل ؒ ہی نے اس مسئلے کے شرعی اور دوسرے پہلو واضح کیے اور حضرت سیّد احمد

شہید رحمہ اللہ کا امامت کے لیے انتخاب کرایا۔

شاہ صاحب اس تحریک میں کبھی اعلیٰ درجے کے جنرل کی حیثیت سے فوجی کمان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انھوں نے جنگ شیدو میں حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کی محافظت اپنی جان پر کھیل کر کی۔ جنگ مروان میں فتح انھیں کی جنگی تدابیر کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

وہ ظاہری تمکنت سے بے نیاز، زیبائش وآرائش سے نا آشنا تھے۔ شجاعت وبہادری کے ساتھ زہد وتقویٰ ان کی سیرت کا جلی عنوان ہے۔ (اقبال اور علمائے پاک وہند، ص:۱۵۹)

علامہ اقبال مرحوم کے بیٹے نے اپنے باپ کے افکار ونظریات کو زندہ رود کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اس میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۸۳۱ء شاہ محمد اسماعیل جو شاہ عبدالغنی کے بیٹے شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے اور مولانا عبدالحی نے نہایت اہم اور دور رس خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تحریک اصلاح مسلمانوں کے مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی انحطاط کے خلاف ایک طرح کا فطری ردّعمل تھا یہ تحریر درحقیقت اسلام کو شرک اور بدعت کی لعنتوں سے مبرا کر کے اس کی اصل پاکیزگی کی طرف رجوع کی دعوت تھی۔ مصلحین نے مسلمانوں کو توحید ورسالت قرآن وسنت اور ارکان دین کی اہمیت کا احساس دلا کر اور ہر نوع کے شرک وبدعت کو چھوڑنے کی تلقین کر کے انھیں خواب غفلت سے بیدار کیا۔ احیائے اسلام کی اس تحریک کا نمایاں پہلو سیاسی تھا۔ (بلکہ مذہبی تھا) مصلحین کے نزدیک چوں کہ ہندوستان دارالحرب بن چکا تھا اس لیے اپنی سیاسی قوت کی بحالی کے لیے مسلمانوں پر جہاد فرض تھا۔ (زندہ رود، ص:۲۱)

ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب میں علامہ اقبال مرحوم کے افکار کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ

''عرب، شمالی افریقہ وسطی ایشیا اور ہندوستان میں وہابی قسم کی اصلاحی تحریکیں وجود میں آئیں جن کا مقصد عالم اسلام میں ان تمام خرابیوں کی بیخ کنی تھا جو مسلمانوں کے زوال کا سبب تھیں۔ دنیا بھر کے مسلمان ان تحریکوں سے متاثر ہوئے۔ کیوں کہ مصلحین نے اسلام کی اصل پاکیزگی کی طرف از سرنو رجوع کرنے کی تلقین کی اور بد عنوانی کے مکمل استرداد پر زور دیا۔

ابتداء میں بہ اعتبار نوعیت گو یہ تحریکیں داخلی تھیں لیکن کچھ مدت کے بعد روس اور یورپی نو آبادیاتی طاقتوں کے استحصال کے خلاف انھوں نے زبردست مزاحمت کی۔ سیّد احمد شہید بریلوی (شاہ اسماعیل) اور ان کے معتقدین رحمہم اللہ نے ہندوستان میں اور محمد سنوسی نے شمال افریقہ میں برطانوی استعمار کے خلاف جہاد کیا۔ (زندہ رود:۱، ص۱۰۱)

اقبال اور معاصرین کا مصنف لکھتا ہے کہ ''مجدد الف ثانی اور اورنگ زیب عالم گیر، اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اب اسلامی جماعت کا محض خدا پر بھروسا ہے میں بھلا کیا کرسکتا ہوں.....! صرف ایک بے چین اور مضطرب جان جو ذوق خداداد کے ساتھ قوت عمل بھی رکھتا ہو مل جائے جس کے دل میں اپنا اضطراب منتقل کردوں۔

زیادہ کیا عرض کروں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

(معاصرین اقبال کی نظر میں:۱۶۴)

اقبال اور علمائے پاک وہند کا مؤلف شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے تذکرہ میں علامہ اقبال رحمہ اللہ کے افکار کی روشنی میں لکھتا ہے کہ بہت سی شکستیں بظاہر شکستیں ہوتی ہیں لیکن تاریخ آئندہ چل کر ان شکستوں پر فتح کے خیمے نصب کرتی ہے۔

بالاکوٹ کے شہیدوں نے اپنے خون سے جو چراغ روشن کیا تھا اس وقت تو وہ چراغ عارضی طور پر مدھم ضرور ہوگیا مگر ان کی روشنی مختلف چراغوں کی صورت ہر دور میں اپنا نور بکھیرتی رہی اور کبھی علامہ اقبال کی نوا کی شکل میں ظاہر ہوئی جس نے اس برصغیر کو اپنے نغموں سے جگایا اور اس مفکر اسلام نے اسلامی مملکت کا تصور پیش کر کے ایک قدم آگے بڑھایا۔ یہاں تک کہ ٹھیک ایک سو چھتیس سال کے بعد محمد

علی جناح نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو حاصل کرکے (مجاہدین کی) اس خواب کی تعبیر کو پورا کردیا۔

جس سرزمین میں حضرت سیّد احمد شہید، اسماعیل شہید رحمہما اللہ اور ان کے رفقاء اسلامی حکومت کا چراغ روشن کرنا چاہتے تھے آج ان بزرگوں کے چمن وبرکت کی یہ کھلی نشانی نظر آتی ہے۔ حضرت سیّد احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی برکت یہ ہے کہ سکھوں اور انگریزوں سے جہاد کے لیے جہاں جہاں ان کے قدم گئے۔ سکھ اور انگریز وہاں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔ صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد میں ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

(اقبال اور علمائے پاک وہند، ص:۱۳۱۔۱۶۵)

شاہ صاحب کی تحریک کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت سیّد احمد بریلوی کی تحریک جہاد کا ہدف نہ صرف انگریز تھے اور نہ صرف سکھ۔ بلکہ وہ تمام مسلمانوں کو اسلامی جہاد کی روح سے معمور کردینا چاہتے تھے۔ وہ ہر باطل قوت کے لیے سینہ سپر تھے جو اسلامی شہروں اور ملکوں پر قابض ہوچکی تھیں۔

ان کی آرزو تھی کہ کلمہ حق سربلند ہو اور سیّد المرسلین ﷺ کی سنت رواج پائے۔ وہ ایک ایسی اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے جو قرآن وسنت کے مطابق ہو، جس حکومت کے ذریعہ سے احیائے دین ہو۔ اس حکومت کا نظام خدا پرستی اور خیر وصلاح پر چلے۔ بھلائیوں کو نشوونما نصیب ہو، سب لوگ اس حکومت میں حق کے بندے بن کر رہیں اور ایک ایسا نظام حکومت قائم ہو جس میں سرکردگی اور سربراہی اور فرمانروائی اور نظامِ حکومت صالح مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو۔

سیّد صاحب نے جو خطوط بادشاہوں اور ریاستوں کے رئیسوں کے نام لکھے ان میں اس تحریک کا مقصد واضح کرتے ہوئے لکھا کہ

میرے اس اقدام سے مقصد رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہیں۔ میں نہ کوئی علاقہ لینا چاہتا ہوں نہ حکومت وجاگیر کا طلب گار ہوں، نہ جاہ وجلال ومال کا خواہاں ہوں۔ صرف ایک غرض، ایک مطلب اور ایک نصب العین میرے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ

''خدا کا کلمہ سربلند ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت تازہ ہوجائے۔'' (اقبال اور علماء:۱۶۳،۱۶۴)

اس تحریک کے اغراض ومقاصد کو دیکھتے ہوئے مکار انگریز (عیسائی) سٹ پٹا کر رہ گیا۔ ان مقاصد کو ناکام کرنے کے لیے اس نے علمائے سوء کی مدد لی۔

اسی کتاب کا مصنف لکھتا ہے کہ

''انگریز علماء کے اثر سے ناواقف نہ تھا۔ اس نے علمائے سوء سے فتویٰ حاصل کیا جس میں سیّد احمد شہید وشاہ محمد اسماعیل شہید رحمہما اللہ کو وہابی اور لادین قرار دیا گیا۔ انگریز کو حاکم وقت بنایا گیا۔ مسلمان اس کی پناہ میں قرار دیئے گئے۔ انگریزوں کی اطاعت واجب قرار دی گئی۔'' (اقبال علماء پاک وہند:۳۵)

خطبہ جمعۃ المبارک

قاری بلال احمد خطیب جامع مسجد المنیرہ قصور (سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی قصور) ۸ جولائی ۲۰۱۱ء کو جامع مسجد امّ القریٰ محلّہ فاروق اعظم کنج کیہال ایبٹ آباد میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمائیں گے اور دیگر مساجد میں درس قرآن بھی دیں گے۔

(حاجی عبدالرشید ناظم وانتظامیہ)

ضرورت مدرسین

معروف قدیمی دینی ادارے جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن کے لیے ومستند حافظ وقاری اساتذہ مطلوب ہیں جو خلوص ومحنت اور دینی جذبہ کے ساتھ طلباء کی تعلیم قرآن حفظ وناظرہ اور دینی تربیت کا فرض کما حقہ انجام دیں۔ فاضل درس نظامی اور میٹرک نیز تجربے کو ترجیح دی جائے گی۔ مشاہرہ حسب لیاقت وصلاحیت دیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

رابطے کے لیے: پروفیسر عبدالحکیم سیف ناظم جامعہ ہذا (یکم رمضان سے کام جاری کردیں۔) فون نمبر: 0306-4037722

ردّ قادیانیت

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئیں

عطا محمد جنجوعہ

برطانیہ نے برصغیر پاک وہند پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی طرف سے اُن کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ تب صہیونی تحریک نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا، جس نے مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اُس نے اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے جہاد کو منسوخ کرنے، انگریزوں سے مفاہمت کی پالیسی سازگار کرنے اور مشرقی تہذیب وتمدن کو مذہبی لبادہ پہنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ علمائے اہل حق نے قادیانی فتنے کی بیخ کنی کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خواہشات نفسانی پر مبنی من گھڑت پیشین گوئیاں کرکے عوام میں مقبول ہونے کی کوشش کی۔ اُس کے جانشینوں نے اُن کو ''احمدیہ پاکٹ بک'' کے نام سے شائع کیا۔ تب مولانا محمد عبداللہ معمار نے مرزا کی تمام پیشین گوئیوں کو ایک ایک کرکے علمی انداز میں جھوٹا ثابت کیا۔

مولانا محمد عبداللہ معمار نے تحریر کیا کہ

''۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی۔ اس وقت آپ نے یہ پیشین گوئی گھڑی ''خدائے رحیم وکریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ تیرے ہی تخم، تیرے ہی ذریت سے ہوگا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' (ملخص اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مندرجہ تبلیغ رسائل، ج:۱،ص:۵۸)

اس اشتہار میں جس زور شور کے ساتھ مذکورہ لڑکے کی پیشین گوئی کرتے ہوئے اسے خدا، اسلام، رسولِ خدا ور خود مرزا کے صاحب الہام ہونے بلکہ خدائے تعالیٰ کے قادر وتوانا ہونے کی زبردست دلیل گردانا گیا ہے وہ محتاج تشریح نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ اس عمل سے مرزا صاحب کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ (ملاحظہ اشتہار، ۷/اگست ۱۸۸۷ء)

اس پر مزید افسوس یہ کہ اس کے بعد مرزا صاحب کے ہاں کوئی لڑکا ایسا نہیں ہوا جسے مرزا صاحب نے اس پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرایا ہو۔ اور وہ زندہ رہا ہو یا خود مرزا صاحب نے اس کے مصلح موعود نہ ہونے کا عملاً یا قولاً اقرار نہ کیا ہو۔

مرزائی مناظرین بحث مباحثوں اور مناظروں میں فریب دیتے ہیں کہ وہ مصلح موعود میاں محمود احمد ہیں۔ یہ صریح غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا نے ۱۸۹۹ء میں پیدا ہونے والے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب ص:۴۳/۹۵ طبع اوّل میں لکھا ہے کہ

''میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشین گوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی سو خدا نے میری تصدیق کے لیے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لیے اس پسر چہارم کی پیشین گوئی کو ۴، جون ۱۸۹۹ء میں پورا کردیا۔ عبارت ہذا شاہد ہے کہ میاں محمود اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے موعود کا مصداق نہیں۔ اب ایک بات باقی ہے کہ مبارک احمد جسے مرزا صاحب نے مصلح موعود ٹھہرایا تھا اس کا کیا حشر ہوا۔ سو جواباً عرض ہے کہ وہ بیچارہ ۹ سال سے بھی کم عمر پا کر راہی ملک عدم ہوا اور مرزا صاحب اس کے غم میں سینہ کوبی کرتے رہ گئے۔'' (اشتہار تبصرہ مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۱۰،ص:۱۲۶، ۱۲۷۔ ماخوذ محمدیہ پاکٹ بک،ص:۴۱ تا ۴۶)

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے حاشیہ پر ایک پیشین گوئی مرزا

صاحب نے یہ کی تھی:

''خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اشتہار کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔'' بخلاف اس کے ۱۸۸۶ء کے بعد مرزا صاحب کے نکاح میں ''خواتین'' چھوڑ کر ایک خاتون بھی نہ آئی۔ (محمدیہ پاکٹ بک، ص:۴۷)

مرزا کے رشتہ داروں میں ایک صاحب مسمی بہ احمد بیگ ہوشیار پوری تھے۔ وہ ایک دفعہ ضروری کام کے لیے مرزا صاحب کے پاس گئے بعد میں مرزا نے بذریعہ خط اس ملوک ومروت کی قیمت یا معاوضہ اس کی دختر کلاں کا رشتہ اپنے لیے طلب کیا۔ مسمی احمد بیگ نے اس خط کو مخفی رکھنے کی بجائے اخبار نور افشاں میں شائع کیا اس کارروائی سے مرزا صاحب کو اور بھی غصہ آیا اور کھلے بندوں اشتہار دیا۔

اشتہار مرزا مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں منقول از آئینہ کمالات مصنفہ مرزا صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۸ ملخصاً۔ جس میں صاف اعلان ہے کہ اگر اس (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح کیا گیا، اُس کا خاوند ۲/۱/۲ سال میں اور اس کا والد ۳ سال میں فوت ہوگا۔ یہ خدا کا مقرر کیا ہوا فیصلہ اور اٹل وعدہ ہے، جسے کوئی بھی ٹال نہیں سکتا جو شخص اس میں رکاوٹ ہوگا وہ بھی ساتھ ہی پس جائے گا۔ آخر کار مرزا سے نکاح ہوگا۔ اس دھمکی کا نتیجہ یہ نکلا کہ فریق ثانی نے محمدی بیگم کو مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی (لاہور) سے بیاہ کر دیا۔ (آئینہ کمالات، ص:۲۸۰)

اور مرزا صاحب بصد حسرت ویاس اپنا منہ لے کر رہ گئے۔ اس پر مزید ستم یہ کہ مرزا سلطان محمد (خاوند محمدی بیگم) بجائے اڑھائی سال میں مرنے کے آج تک دندناتا پھر رہا ہے اور مرزا صاحب کبھی کے حسرتِ وصل دل میں لے کر گوشۂ قبر میں جا لیٹے ہیں۔

(محمدیہ پاکٹ بک ماخوذ، ص: ۴۸ تا ۵۹)

محمدی بیگم تا دم مرگ مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم رہی اس کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں بھی اہل سنت مذہب سے تعلق رکھتی ہیں۔ البتہ ایک پانچواں بیٹا مرزا اسحاق بیگ کی شادی مرزائی گھرانے میں ہوئی، اس لیے وہ مرزائی ہوگیا۔ محمدی بیگم کے بیٹوں اور داماد کے خطوط بنام مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کا عکس ملاحظہ کریں۔ ''چودہ میزائل'' صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۵ مطبوعہ دعوت وارشاد چنیوٹ۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے ایک اور پیشین گوئی کی کہ ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات، ص:۵۸۴ طبع دوم)

مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرا اور لاش ریل گاڑی پر قادیان بھجوائی گئی۔ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس سے مراد مکی یا مدنی فتح ہے۔ کائنات کا سب سے بڑا دجل ہے۔ دنیا کی کسی لغت میں موت کا معنی فتح نہیں ہے۔ اگر موت کا معنی فتح ہے تو سب قادیانی زہر کھا کر مر جائیں تا کہ سب کی فتح ہو جائے۔

(حوالہ ''ثبوت حاضر ہیں'' از محمد متین خالد، ص:۴۹۰)

مرزا نے اپنی زندگی میں الہامی پیشین گوئیاں کیں۔ ربّ کے فضل سے وہ جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئیں۔

تاریخی حقیقت ہے کہ جن افراد نے انبیائے کرام کی نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا لیکن اُن میں سے کسی کو نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس مرزا کذاب کے ساتھ مولانا عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ نے ۱۸۹۳ء میں امرتسر عیدگاہ کے میدان میں مباہلہ کیا جس کے نتیجہ میں مرزا ۱۹۰۸ء میں فوت ہوگیا جب کہ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ غزنوی آٹھ سال بعد ۱۹۱۶ء میں فوت ہوئے، قادیانیوں کے لیے دعوت فکر ہے۔ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں تو پوری نہ ہوئیں البتہ ابلیس کی طرح اپنے لیے ایک دعائیہ کلمات ضرور پورے ہوئے۔ جب ابلیس نے ربّ کے حکم کی نافرمانی کی تو اللہ نے فرمایا: اب تو بہشت سے نکل جا کیوں کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔ شیطان کہنے لگا:

﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ ﴾

(الحجر: ۳۶۔۳۸)

''اے میرے ربّ! مجھے اس دن تک ڈھیل دے کہ لوگ

دوبارہ اٹھا کر کھڑے کیے جائیں فرمایا کہ اچھا تو ان میں ہے جنھیں مہلت ملی ہے روز مقرر کے وقت تک کی۔''

مرزا غلام احمد قادیانی نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے پے در پے مناظروں اور مباحثوں سے تنگ آ کر ربّ کے دربار میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے دعا کی۔ مرزا کے کذاب ہونے پر ربّ کی طرف سے آخری آسمانی فیصلہ رہتی دنیا تک واضح دلیل بن گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا تاج محمد مدرس قاسم العلوم فقیر والی اپنے مقالہ بعنوان آخری آسمانی فیصلہ مولانا ثناء اللہ امرتسری بمقابلہ مرزا غلام احمد کے تحت تمام روئیداد تحریر کرتے ہیں:

''مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ان معروف شخصیتوں میں سے تھے جنھوں نے زندگی بھر عوام کو مرزا صاحب کی سیاہ زندگی سے روشناس کرایا، ان کا اپنا پرچہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' امرتسر سے نکلتا تھا۔ جس کے ابتدائی صفحات مرزائیت کے لیے وقف تھے۔ اس کے علاوہ مولانا نے قادیانیوں کے خلاف بے شمار تقریریں اور مناظرے کیے، ہر ایک مناظرہ میں قادیانیوں کو شکست فاش دی۔ موضع ''مُدّ'' ضلع امرتسر کا مناظرہ بہت مشہور ہے جس میں مرزا غلام احمد نے اپنے چوٹی کے عالم سرور شاہ کو مناطرے کے لیے چن کر بھیجا۔ اس مناظرے میں مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے مرزائیت کے ایسے بخیے ادھیڑے کہ سرور شاہ کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اس مناظرے کے بعد مولانا نے اپنی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیں۔

مرزا غلام احمد نے مارچ ۱۹۰۷ء میں ''قادیان کے آریہ اور ہم'' کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا۔ اس کے آخر میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ ''ہمارے کذب پر حلف اٹھاؤ پھر اس کا انجام دیکھو'' مولوی صاحب نے اس کا جواب اپنے اخبار اہل حدیث میں ۲۹ مارچ کو دیا اور اعلان کیا کہ ''میں کذب مرزا پر قسم اٹھانے کو تیار ہوں'' مرزا صاحب نے فوراً اخبار بذریعہ قادیان ۴/ اپریل ۱۹۰۷ء میں اعلان کر دیا کہ ''یہ مباہلہ حقیقۃ الوحی شائع ہونے کے بعد ہوگا'' لیکن حقیقۃ الوحی شائع ہونے سے قبل ہی مرزا صاحب نے ایک اشتہار ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کر دیا یہ اشتہار تبلیغ رسالت جلد دہم، ص: ۱۱۸ پر درج ہے جس کا مضمون یہ ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ!

بخدمت جناب ثناء اللہ صاحب! مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ مجھے ہمیشہ مردود، دجال، کذاب اور مفسد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے دنیا بھر میں میری نسبت یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں دجال، دھوکہ باز اور خائن ہوں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے، مگر چوں کہ میں موعود خدا ہوں اور آپ مجھ پر افتراء کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہی مفتری کذاب دجال ہوں جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر میں سچا ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

اگر میری زندگی میں آپ پر طاعون یا ہیضہ وارد نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔

میں خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور زاری سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرمانا۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اسے بہت جلد طاعون یا ہیضہ سے مار کر دوسرے فریق کو خوش کر۔

اے میرے مولد میں تیری رحمت اور تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی ایسی آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ (۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی بقلم خود)

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اشتہار کے دس یوم بعد اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کے یہ الفاظ درج ہوئے۔

''مرزا صاحب نے فرمایا: زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرح ہوئی رات کو توجہ اُس طرف تھی۔ اور رات کو الہام ہوا۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔'' (اخبار بدر ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا صاحب کے بالا بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں پہلی بات یہ کہ اس کی دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی، دوسرے یہ کہ خدا نے اس دعا کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوئی۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کے نام ایک خط لکھا کہ آپ نے اشتہار دیا تھا کہ میں نے کتاب حقیقۃ الوحی لکھی ہے، اس میں مباہلہ کے لیے تمام عالموں کو دعوت دی ہے اور شرائط مفصل لکھی ہیں جس کو وہ کتاب نہ ملی ہو وہ منگا لے چوں کہ اس میں میرا ذکر بھی تھا۔ اس لیے آپ کتاب مذکورہ بھیجئے تا کہ حسب منشا آپ کے مباہلہ کی تیاری کروں۔ اس کا جواب مرزا صاحب کے رشتہ دار مفتی محمد صادق صاحب نے اخبار بدر ۱۳ جون میں یہ دیا کہ

''آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا، اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا، تا کہ مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے، مگر چوں کہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی ہے اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لیے فرار کی راہ نکالی۔ اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ مرزا صاحب کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔''

اس کے بعد اخبار بدر قادیان ۲۲/ اگست کی اشاعت میں یہ مضمون شائع ہوا کہ

''حضرت اقدس نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے ایک اشتہار دیا جس میں محض دعا کے طور خدا سے فیصلہ چاہا ہے نہ کہ مباہلہ سے۔''

چند دنوں کے بعد ستمبر کے مہینہ میں مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد فوت ہوگیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ نے دعا میں کہا تھا کہ جھوٹے پر موت آئے یا موت کے برابر کوئی تکلیف۔ جوان بیٹے کا مرجانا بھی آپ کے موت کے برابر ہے۔ مرزا صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو بذریعہ اشتہار یہ جواب دیا کہ ہمارا لڑکا اس مباہلہ میں شامل نہیں۔

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چوں کہ مرزا قادیانی کذاب دجال تھا اس لیے اپنی دعا کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ سے جہنم واصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس برس بعد تک زندہ رہے اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا (پاکستان) میں وفات پائی۔

ہیضہ:

قادیانی امت عموماً کہا کرتی ہے کہ مرزا صاحب ہیضے کی موت سے نہیں مرے۔ ہیضے کی موت سے مرنے کا ہمارے پاس ایک بین ثبوت مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب کا بیان ہے۔ میر ناصر نواب مرزا جی کی وفات کے چشم دید حالات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''جس سفر میں آپ (مرزا غلام احمد) کو سفر آخرت پیش آیا بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز قبل از دوپہر حضور نے انتقال فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب جس رات بیمار ہوئے ہیں میں اس رات اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا۔ جب میں

کارروائی اجلاس مجلس عاملہ دارالدعوۃ السّلفیہ

شیش محل روڈ۔ لاہور

دارالدعوۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۹/اپریل ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر زیر صدارت مولانا ابوبکر صدیق سلفی منعقد ہوا۔ جس میں گیارہ سے آٹھ ارکان نے شرکت فرمائی۔

قرآنِ مجید کی تلاوت کے بعد صدر مجلس نے سابقہ اجلاس کی کارروائی کی توثیق کی۔

اجلاس میں سب سے پہلے جناب عمران حمید مرزا، مولانا عبدالقادر ندوی، مولانا محمد اعظم (گوجراں والا) اور مولانا عبدالرحمٰن بلتستانی (رکن ادارہ) کے والد مولانا عبداللہ (بلتستان) کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ صاحب صدر نے ان سب کے لیے دعائے مغفرت کرائی۔

اجلاس میں دارالدعوۃ السّلفیہ اور ہفت روزہ الاعتصام کے اخراجات کی تفصیل پیش کی گئی۔ صدر ادارہ نے اخراجات کو مزید کنٹرول کرنے کی ضرورت پر زور دیا تاہم اجلاس نے تجویز کیا کہ صدر ادارہ ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد ادارہ کا دورہ فرمایا کریں تاکہ انہیں ہر آن بدلتی ہوئی صورت حال سے آگاہی حاصل ہوتی رہے۔

مجلس عاملہ کے ارکان میں اضافہ کے لیے حافظ احمد شاکر جنرل سیکرٹری ادارہ نے بتایا کہ بہت سے اصحاب سے رابطے مکمل کر لیے گئے اور بعض کے ساتھ رابطے ابھی جاری ہیں۔ اجلاس نے تجویز کیا کہ ادارہ کو مقامی سطح پر محدود رکھنے کی بجائے اسے قومی سطح پر لایا جائے اور مجلس عاملہ میں شمولیت کے لیے دوسرے شہروں کے علماء واصحاب سے بھی رابطے کیے جائیں۔

اجلاس نے ادارہ کی جائزہ کمیٹی میں شیخ عتیق الرحمٰن کو بھی شامل کرنے اور کمیٹی کے ہر پندرہ روز بعد اجلاس کرنے کی ہدایت کی۔

اجلاس نے ادارہ میں ایک سیکرٹری کی تعیناتی کی منظوری دی اور کہا کہ اس کے لیے کمپیوٹر اور عربی زبان کے ماہر اور صاحب علم وتحریر شخص کو منتخب کیا جائے۔

ملک عصمت اللہ نے الاعتصام کی ادارت سے معذرت کر لی ہے اس لیے اجلاس نے تجویز کیا کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ الاعتصام کی علمی سرپرستی فرمائیں۔ لیکن مولانا فی الوقت اس پر رضامند نہیں ہوئے۔

ملک عصمت اللہ
رکن مجلس عاملہ

کیسے ہو مقبول بندوں کی دعا

کہہ رہا تھا ایک عارف با خدا کیسے ہو مقبول بندوں کی دُعا
کوئی بھی اپنا عمل ہے بے ریا کھائیں پاکیزہ نہ ہم کوئی غذا
نام کو تو بھی نہیں صدق و صفا ہو چکی ہے رخصت سب شرم وحیا
رَچ گئی کردار میں ظلم و جفا ایسی صورت میں کہاں فضلِ خدا
دیکھ کر میں آئینہ تھرّا گیا کپکپایا اُس نے اور لرزا دیا
ربّ کی پیشی کا تصوّر آ گیا پہروں رویا اور جی گھبرا گیا
آنسوؤں کا سیل جب قدرے رکا حکم رحمت دل مرا بہلا گیا
کہہ اٹھا میں اے فقیر بے نوا تیری بخشش کا یہ مژدہ ہے کھرا

گر توکل پختہ ہو عاصم ترا
رحمت حق ڈھونڈتی ہے آسرا

مولانا عبدالرحمٰن عاجز رحمہ اللہ